زادِ راہِ بخشش

۱۴۲۰ھ

از حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی رحمۃ اللہ

تحفۂ خوشتر

۱۹۹۹ء

KHUSHTARI PUBLICATIONS

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زادِ راہِ بخشش

۱۴۲۰ھ

از حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

تحفۂ خوشتر

۱۹۹۹ء

رضائے خوشتر فائونڈیشن

آئینہ خوشتر

۱ -	عرض اصل ناشر	(ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹر نیشنل)	۳
۲ -	علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی علیہ الرحمہ	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ	٦
۳ -	علامہ خوشتر صدیقی تنظیم و تحریک کے آئینے میں	مولانا فروغ القادری	۱۳
۴ -	لوح دیباچہ حیات خوشتر (کچھ مصنف کے بارے میں)	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	۱۷
۵ -	نگاہ کمترین میں خوشتر باش کا رتبہ	سید حسین علی ادیب رائے پوری	۴۲
٦ -	سراج محفل رضا (سال وصال)	طارق سلطان پوری	۴۹
۷ -	از خوشتر عرفاں بداماں خوشتر	حضرت علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمہ	۵۰
۸ -	لوگ کہتے ہیں مجھے میں صاحب دیوان ہوں	حضرت علامہ خوشتر علیہ الرحمہ	۵۱
۹ -	حمد (قند مکرر)		۵۲
۱۰ -	نعتیں		۵۳
۱۱ -	منقبتیں		۵۹
۱۲ -	مادہائے تاریخ وصال اور تاریخ گوئی		۷۲
۱۳ -	نظمیں		۸۵
۱۴ -	سہرے		۹۸
۱۵ -	رباعیات و قطعات و متفرقات		۱۱۰
۱٦ -	غزل (قند مکرر)		۱۳۲
۱۷ -	سند الخلافۃ		۱۳۳
۱۸ -	نار دوزخ سے بچا کر خوشتر محشر بنا		۱۳۴
۱۹ -	صاحبزادگان خوشتر مرحوم کی سجادہ نشینی (اعلامیہ)		۱۳۵
۲۰ -	یادوں کے دریچے		۱۳۷

عرض اصل ناشر

نعتیہ شاعری، سرور عالم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات نبوت اور شمائل و فضائل کا بیان ہے۔ آپ کی صورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عالم انسانیت پر جو احسان فرمایا۔اس کا اعتراف اور اظہار تشکر اور آپ کی محبت میں دل دیوانہ کی لبیک ہے۔

مسلمانوں کی طرح کسی قوم کو یہ اعزاز حاصل نہیں کہ جس کی دل کی دھڑکنوں میں ذکر رسول اس طرح رچا بسا ہو کہ اس قوم کی ہر صنف ادب خوشبو محبت سے معطر ہو رہی ہو۔

حضرت علامہ خوشتر صدیقی علیہ الرحمہ کا تعلق اہل ایمان کے اس گروہ سے ہے جن کی ''مشتاق طبعِ لذتِ سوزِ جگر'' کی خاطر ''عشق کے بولوں میں'' اپنے آقا مولیٰ ﷺ کے گن گاتی رہتی ہے اور ان کی مدح سرائی سے اپنے مشام جاں کو معطر و منور کرتی رہتی ہے۔

علامہ خوشتر کا پہلا دیوان ''قسیم بخشش'' ۱۹۹۴ء میں سنی رضوی اکیڈمی ماریشس نے شائع کیا، لیکن اس کی کمپوزنگ کا شرف ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (انٹرنیشنل) کراچی کو حاصل ہوا۔ زیر نظر دیوان ''زادِراہِ بخشش'' (۱۴۲۰ھ) '' تحفہ خوشتر'' ۱۹۹۹ء میں مرتب ہوا۔ حضرت علامہ خوشتر علیہ الرحمہ کی دیرینہ خواہش تھی کہ اس دیوان کی کمپوزنگ سے لیکر طباعت تک تمام مراحل ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی ہی سرانجام دے۔

ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ہم نے یہ ذمہ داری قبول کرلی۔ اس کی پہلی

کمپوزنگ اور مسودہ حضرت علامہ خوشتر علیہ الرحمہ کو تصحیح کے لئے مانچسٹر، برطانیہ بھیج دیا گیا۔ حضرت خوشتر صاحب نے تخمینہ کے مطابق رقم اور تصحیح شدہ پہلی کمپوزنگ مع اصل مسودہ تقریباً ایک سال کے بعد روانہ کی۔ اس دوران ادارہ کے جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب مسودہ کی دوسری کمپوزنگ ادارہ میں کرواتے رہے اور اپنی انتہائی مصروفیات کے باوجود اس کی تصحیح کی ذمہ داری بھی انجام دیتے رہے۔ انہی دنوں ادارے کے صدر سید وجاہت رسول قادری صاحب امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے مؤسسہ دارالعلوم منظر اسلام کے صد سالہ جشن تاسیس اور عرس اعلیٰ حضرت میں شرکت کے لئے ہندوستان تشریف لے گئے واپسی پر امام احمد رضا کانفرنس کے انعقاد کی تیاریوں اور ادارہ کی کتب کی طباعت کے کام میں مزید کئی ماہ گزر گئے۔

جب ہم نے اس کی اشاعت کا فیصلہ کیا تو ہم نے محسوس کیا کہ اس کی تصحیح اور ترتیب میں کسی معروف ادیب اور شاعر سے مشورہ ضروری ہے۔ چنانچہ ہماری نظر انتخاب ادیب شہیر اور پاکستان کے معروف نعت گو شاعر اور مصنف، حضرت سید حسین علی ادیب رائے پوری زید مجدہ پر پڑی انہوں نے ہماری درخواست پر نہ صرف دیوان کی تصحیح فرمائی اور اس کے مشمولات کی از سر نو ترتیب کی بلکہ شعر خوشتر کے حوالے سے اپنے تاثرات بھی قلمبند فرمائے فجزاہ اللہ احسن الجزاء ادارہ ادیب رائے پوری صاحب کی اس کرم نوازی کا بہت ممنون ہے واضح ہو کہ حضرت ادیب رائے پوری صاحب ادارہ کے اولین بانیوں میں سے ہیں۔

ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ ”زادراہ بخشش،، کو پورے ظاہری اور معنوی حسن کے ساتھ شائع کیا جائے۔ اس دیوان کے باقیات میں جو کچھ ہمیں ملا اس میں ایک نعت

شریف کے علاوہ تمام منقبتیں، سہرے، رباعیات، قطعات اور متفرق اشعار تھے۔ حضرت ادیب رائے پوری صاحب کی رائے سے ہم نے حمد نعتیں اور ایک غزل ''قسیم بخشش'' سے قند مکرر کے طور پر شامل کی ہیں جس سے دیوان کا حسن اور بھی بڑھ گیا۔

ہم حضرت خوشتر علیہ الرحمہ کے جانشین عزیزی محمد مسعود اظہر خوشتر زید مجدہ کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ہم پر اعتماد کیا اور ہمیں اس دیوان کی شایان شان اشاعت کے لئے مناسب وقت فراہم کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نعتیہ دیوان کو ان کے والد ماجد اور خود ان کے لئے صدقہ جاریہ بنادے اور انہیں صحیح معنوں میں ان کا جانشین بنائے اور ان کے چھوڑے ہوئے دینی کاموں کو آگے بڑھانے میں ان کی مدد فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ہمیں امید ہے کہ وہ ہم سے اسی طرح برابر رابطہ قائم رکھیں گے جس طرح ان کے والد ماجد کا ہم سے رابطہ تھا اور دینی لٹریچر کی اشاعت و طباعت میں بھی ہم سے اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ کی مانند بھرپور تعاون فرماتے رہیں گے۔

(ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹر نیشنل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی علیہ الرحمہ

مسعود ملت

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت فیوضہم العالی

سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل کے بانی، مفتی اعظم ہند محمد مصطفٰی رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید اور خلیفہ، ماہر تاریخ گو، خوبصورت دیوان ''قسیمِ بخشش'' کے شاعر، حضرت حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خان علیہ الرحمہ کے مرید اور سوانح نگار، اہلسنت و الجماعت کے عالمی مبلغ، جو مقیم تو ماریشس (افریقہ) میں تھے، لیکن یورپ، امریکہ، ایشیا کے ممالک ان کے زیر قدم ہے، ہاں انہی خوشتر کا تذکرۂ خوش خیال وخوش فکر حضرت مسعود ملت کے خوشحال وخوش جمال قلم کے زبانی سنیے۔

ما سوائے تو یا رسول اللہ! شد برائے تو یا رسول اللہ!

سینہ جائے تو یا رسول اللہ! جاں فدائے تو یا رسول اللہ!

دل گدائے تو یا رسول اللہ!

صلی اللہ علیک وسلم

حضرت والد ماجد مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کی ذات گرامی دہلی میں مرجعِ خاص وعام تھی۔ چونکہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کا خاص تعلق تھا۔ اس لئے گلشن رضا کے پھول بھی یہاں مہکتے تھے۔ ماضی کی حسین یادیں اب بھی بہارِ جانگزیں ہیں۔۔۔ یہ دہلی کی باتیں ہیں، فقیر جب پاکستان آیا، بہاریں نذرِ خزاں ہو گئیں۔۔۔

یاد ایام وصل یار افسوس!

دہر کے انقلاب نے مارا!

ایک عرصہ بعد ۱۹۷۰ء میں جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر کام کا آغاز کیا تو جو دور ہوتے جا رہے تھے، قریب ہونے لگے، اہل اللہ کے ذکر و اذکار دلوں کو ملانے والے اور رشتوں کے جوڑنے والے ہیں، سبحان اللہ!۔۔۔ گلشنِ رضا کے پھولوں سے فقیر کا غریب خانہ بھی مہکنے لگا۔ سب آنے لگے، سب کرم فرمانے لگے:

علامہ حسن میاں مارہروی، ڈاکٹر محمد امین مارہروی، علامہ ریحان رضا خاں بریلوی، علامہ منان رضا خاں بریلوی، علامہ اختر رضا خاں بریلوی، علامہ توصیف رضا خاں بریلوی، علامہ تقدس علی خان قادری رضوی، مولانا شوکت حسن خاں قادری رضوی اور علامہ مشاہد رضا خاں قادری حشمتی وغیرہ وغیرہ۔ ہاں، فقیر کے ممدوح خانوادۂ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے تربیت یافتہ، یادگار سلف، سیاحِ خشک وتر، مبلغِ اسلام حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی، جمال پوری علیہ الرحمہ انہیں پھولوں میں سے ایک پھول ہیں جس نے غریب خانے کو اپنے وجود مسعود سے کئی بار معطر کیا۔۔۔ ذکرِ رضا،

وصل وملاقات کا وسیلہ بن گیا۔۔۔۔فالحمد اللہ علیٰ ذالك

علامہ خوشتر صدیقی کی ولادت باسعادت ۱۳۴۸ھ/۱۹۳۰ء میں مغربی بنگال (بھارت) میں ہوئی۔۔۔۔آج عمر کی جس منزل پر تھے فقیر اس منزل سے آگے نکل چکا ہے۔ صد شکر کہ مولیٰ تعالی نے ہم کو دین و مسلک کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ بلاشبہ اسی کے کرم سے زندگی گزر رہی ہے۔

تری بندہ پروری سے مرے دن گزر رہے ہیں

نہ گلہ ہے دوستوں کا ، نہ شکایتِ زمانہ

(اقبال)

علامہ خوشتر صدیقی بڑی خوبیوں کے مالک تھے ان کا رکھ رکھاؤ، ان کا دلپذیر اندازِ بیان، ان کا اخلاص، ان کی محبت، ان کی الفت، ناقابل فراموش ہیں۔۔۔۔ انہوں نے دار العلوم منظر اسلام بریلی اور دار العلوم مظہر اسلام بریلی میں علوم نقلیہ و عقلیہ کی تحصیل کی اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد سے دورۂ حدیث کی تکمیل کے بعد سندِ فراغت حاصل کی۔۔۔۔ علامہ موصوف نے جلیل القدر اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ مثلاً حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خاں بریلوی، مفتی اعظم ہند محمد مصطفی رضا خاں بریلوی، مفسر قرآن علامہ محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی، محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد قادری رضوی، شیخ الحدیث علامہ تقدس علی خان قادری رضوی، ادیب شہیر علامہ شمس الحسن شمس، بریلوی رحمھم اللہ و غیر ھم۔۔۔۔

علامہ خوشتر صدیقی کو متعدد مشائخ طریقت کے علاوہ حضرت علامہ مفتی ضیاءالدین مدنی، حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضاخان بریلوی اور مفتی اعظم ہند محمد مصطفی رضا خاں بریلوی رحمھم اللہ سے مختلف سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔ وہ کئی بار حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

❁❁❁

علامہ خوشیر صدیقی نے اپنی مذہبی خدمات کا آغاز ۱۹۶۵ء میں ماریشس سے کیا۔ امامت و خطابت کے علاوہ یہاں سنی رضوی سوسائٹی کے نام سے خالص مذہبی تنظیم قائم کی۔ جو سات سال کے اندر اندر مقامی سے بین الاقوامی ہوتی گئی۔ اب اس کی شاخیں پی ایم برگ، ٹونگاٹ، کیپ ٹاؤن، ڈربن، چیشٹورتھ، لوڈیم، پری ٹوریا، جوہانسبرگ، مانچسٹر، پیرس وغیرہ میں ہیں اور روز بروز ترقی پذیر ہیں۔ ''سنی رضوی سوسائٹی انٹر نیشنل'' کی سرگرمیوں سے متعلق رپورٹیں شائع ہوتی رہتی ہیں جن سے سوسائٹی کی بھرپور کارکردگی کا اندازہ ہوتا ہے۔۔۔

علامہ خوشتر صدیقی کی سرپرستی میں ذکر وفکر کی روحانی محافل مسلسل منعقد ہوتی رہی ہیں۔ علامہ موصوف نے زندگی کو ضائع نہ کیا۔ اپنے نفس کے لئے دنیا جمع کرنا، یہ زندگی کوئی زندگی نہیں۔۔۔ دوسروں کے لئے کام کرنا دوسروں کی زندگی بنانا، دوسروں کی آخرت سنوارنا۔۔۔ ہاں یہ زندگی، زندگی ہے۔۔۔

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

علامہ خوشتر صدیقی جمالی ہیں، جلالی نہیں، حسن اتفاق دیکھئے کہ جمال پور ہی میں آپ پیدا ہوئے۔۔۔۔وہ دلوں کو سنوار تے ہوئے چلتے ہیں، دلوں کو توڑتے نہیں۔۔۔۔ ماحول کو بگاڑتے نہیں، بناتے ہیں۔۔۔۔ ان کو ظاہری طمطراق کی حاجت نہیں، مگر لوگوں کو ہے۔۔۔۔ان کو تصویر کشی کی ضرورت نہیں، مگر لوگوں کو ہے۔۔۔۔ان کو تشہیر اور نام و نمود کی ضرورت نہیں، مگر لوگوں کو ہے۔۔۔۔ مخلوق کی ہدایت و مصلحیت کے لئے مشائخ کرام نے مجبوراً بعض ناپسندیدہ امور کو اختیار فرمایا ہے مگر اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔اللہ تعالیٰ نیتوں کو جاننے والا اور در گزر فرمانے والا ہے۔ فقیر تو وہ ہے جو زندگی میں اپنی ذات کے حجاب اکبر کو اٹھا کر واصل اِلی اللہ اور باقی باللہ ہو جائے۔

بادوست سپردیم چو از خویش گزشتیم
از خویش گزشتن چہ مبارک سفرے بود!

فقیر جو کام کرتا ہے اللہ کے لئے کرتا ہے۔اپنے نفس کے لئے نہیں کرتا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی

علامہ خوشترؔ صدیقی شعر گوئی کا نکھرا ہوا ذوق رکھتے تھے وہ بریلی کے باکمال شعراء میں شمار ہوتے تھے، مفتی اعظم ہند محمد مصطفی رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے خلیفہ ہی نہیں

شاعری میں ان کے تلمیذ رشید بھی تھے۔

آپ کا کلام ''قسیمِ بخشش'' کے نام سے ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۳ء میں ماریشس سے شائع ہوا۔ آپ کے استاد گرامی علامہ شمس بریلوی مرحوم و مغفور نے اس پر سیر حاصل مقدمہ لکھا ہے جس میں کلامِ خوشتر کی خوبیوں پر روشنی ڈالی ہے۔۔۔ خوشتر کا کلام ظاہری، باطنی محاسن سے مالا مال ہے۔۔۔ پسندیدہ اشعار پڑھنا اور سننا بھی سنت ہے، افسوس بعض لوگ اس سنت سے خود کو محروم کر رہے ہیں۔ شعر کی طرف رغبت سے فطرت کی پاکیزگی اور دل کی لطافت و نرمی کا اندازہ ہوتا ہے۔

اللہ اللہ ہستیٔ شاعر
قلب غنچے کا، آنکھ شبنم کی

علامہ خوشتر صدیقی نے ذکر و فکر کی روحانی محفلیں منعقد کرنے کے علاوہ رسائل و کتب کی اشاعت کی طرف بھی پوری توجہ دی ہے۔ ہمارے مشائخ طریقت کو بھی ان کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ ان کے پاس وسائل اور جذبے کی کمی نہیں۔ دین و مسلک کے لئے ان سے فائدہ اٹھانا ہی دین کی خدمت ہے۔۔۔ ''سنی رضوی سوسائٹی انٹر نیشنل'' کی طرف سے کتابیں، رسالے، اشتہارات، دعوت نامے، مختلف زبانوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ چند سالوں سے یہ سوسائٹی فقیر کی کتابوں کے انگریزی تراجم، افریقہ، انگلستان اور فرانس وغیرہ سے شائع کر رہی ہے۔ اللہ تعالی موصوف اور ان کے تمام معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔۔۔ آمین!

افسوس کہ عالم اسلام کی مایۂ ناز شخصیت ۵ جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ / ۱۵ اگست ۲۰۰۲ء کو

بروز جمعرات ماریشس میں انتقال کر گئی۔ آپ کے سانحۂ ارتحال سے دنیائے اہلسنت کو جو پہلے ہی سے قحط الرجال کا شکار ہے ایک اور عظیم صدمے سے دوچار ہونا پڑا اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں قربِ خاص میں جگہ عطا فرمائے۔

علامہ خوشتر نے پیرانہ سالی میں اپنے مشن کو عالمی سطح پر جاری رکھا اور اس کے لئے شب وروز سخت محنت کی آپ کی یہ جواں ہمتی جدید نسل کے لئے مشعل راہ ہے۔۔۔۔ وہ کریم ﷻ ہمارے جوانوں کو بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے اور وقت سے صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔۔۔۔ آمین۔۔۔۔ مولیٰ تعالی حضرت علامہ خوشتر صدیقی علیہ الرحمہ کا مبارک فیض قائم ودائم رکھے اور ان کا علمی وروحانی مشن جاری وساری رہے۔ آمین

ہر لحظ نیا طور، نئ برق تجلی
اللہ کرے مرحلۂِ شوق نہ ہو طے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مبلغ اسلام علامہ خوشتر صدیقی علیہ الرحمہ
اپنی تنظیم و تحریک کے آئینے میں

مولانا محمد فروغ القادری
سابق ڈائریکٹر سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل، ڈربن،
ساؤتھ افریقہ

اقطار عالم کے مختلف گوشوں میں مبلغ اسلام، سماحۃ الشیخ، حضرۃ الافاضل علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی حامدی الآفندی ادام المولیٰ فضلہ، اپنی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیوں کے حوالے سے اپنی پہچان آپ ہیں۔ بلادِ یورپ وافریقہ میں ان کی مذہبی ومسلکی سرگرمیوں کو اگر قرطاس میں سمیٹا جائے تو میں بالیقین کہہ سکتا ہوں کہ ایک مبسوط تاریخ اور طویل مقالہ تیار ہو جائے گا۔۔۔ یہ اپنی ضعفِ عمری کے باوجود حد درجہ متحرک اور حساس طبع واقع ہوئے ہیں جنہیں قدرت نے ماضی وحال کی بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔۔۔ ان کے ذہن سابق و دماغ میں بہر گام تنظیم و ترتیب موجود ہے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تمام تحریریں، چاہے وہ نثر میں ہوں یا نظم میں،

ایک آزمودہ کار صائب الدماغ شخصیت کی پیداوار ہوتی ہیں۔۔۔ان کا قلم اور ان کی زبان ایک دوسرے کے ہم پلہ ہیں، درس وتدریس، وعظ وارشاد، تصنیف وتالیف، تبلیغ و تشہیر اور تحقیق و تدقیق کے ماسوا انہوں نے کسی اور مشغلہ سے اپنا کوئی تعلق نہیں رکھا۔۔۔بلکہ یہ کہا جائے کہ انہوں نے اپنی ذات کیلئے کوئی دوسرا مشغلہ اختیار ہی نہیں کیا تو بے جانہ ہوگا۔۔۔مبلغ اسلام علامہ خوشتر صدیقی نے امریکہ، آسٹریلیا، برطانیہ، فرانس، ہالینڈ، اسپین، ساؤتھ افریقہ، ماریشس اور مغربی ممالک میں علوم جدیدہ کی فسوں کاریوں کے باوجود "امام احمد رضا کے نظریۂ تعلیم" اور نظریۂ مرکزیت کو جس طرح جدید انگریزی، زبان وادب میں متعارف کروایا ہے وہ تحریکی و تنظیمی عنوان سے پوری بیسویں صدی پر اگر بھاری نہیں تو ممتاز ضرور ہے۔۔۔جس کے لئے وہ دنیائے اسلام کے معتمد و مستند ارباب قلم سے بار بار خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔۔۔امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس اللہ سرہ، کے مشن کی ترویج واشاعت سے انہیں سفر و حضر میں جنون کی حد تک لگاؤ تھا۔۔۔جس کا برملا اظہار وہ اپنی زبان میں خود کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔

میں رضا کارِ رضا ہوں شاد کام
سنی رضوی ہے مرا خوشتر پیام
میرا خط خطِ "لایحزنوا"
میری منزل "لاتخف" بطحا مقام

علامہ خوشتر صدیقی طبقاتِ سخن کے دونوں اصناف، نظم و نثر پر کامل عبور رکھتے ہیں۔ "تذکرۂ جمیل" نثر میں حضرت سیدی حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں علیہ

الرحمہ کی تاریخ ساز شخصیت اور ان کے حیات آفریں کارناموں پر علامہ خوشتر صدیقی کی حد درجہ معلومات افزا تصنیف ہے جسے دنیا بھر کے علمی حلقوں میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا اور سراہا گیا ہے۔ مذکورہ کتاب کی اہمیت و جامعیت کا اندازہ اس پر لکھے گئے رئیس التحاریر علامہ، والاصفات، ادیب زمن حضرت شمس بریلوی نور اللہ مرقدہ کے مبسوط مقدمے سے لگایا جاسکتا ہے ۔ دبستان شعر و ادب میں ان کا دیوان عرشِ مکان ''قسیم بخشش'' بھی طباعت واشاعت کی منزل سے گزر کر منظر عام پر آچکا ہے جو حد درجہ لفظی و معنوی خوبیوں سے مزین اور دیدہ زیب ہے۔ اردو زبان وادب میں نعت و غزل کی کسی کلیات کی اشاعت کسی ایسے ملک و مقام میں ہونی جو اس زبان کی لطافت و نزاکت سے محروم ہو یہ بلاشبہ بڑی بات اور غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ عروسِ مشرق نے مغربی فضاؤں میں اپنی زلفیں پریشاں کی ہیں یہ ناقدین شعر وادب کیلئے مقام حیرت و استعجاب ہے، پورا مجموعہ کلام علامہ کی عملی زندگی کا پرتو معلوم ہوتا ہے۔ آپ پیاس کو زندگی کی علامت سمجھتے ہیں اور ناکامیوں سے آپ کو ایک نئی جد وجہد کا حوصلہ ملتا ہے، شاید اسی لئے غم دوراں آپ کے مطلوب کی راہوں میں دیوار نہ بن سکا، آپ نے زندگی کی صداقتوں کے اعتراف کے ساتھ ساتھ فکر کی بلندی اور تجربوں کی دھوپ چھاؤں سے اپنے کلام کو حد درجہ پہلودار اور آراستہ کیا ہے۔ علامہ خوشتر صدیقی کے ہاں نعتوں اور غزلوں میں احساسات وجذبات کی اتنی یکسانیت ہے کہ بادی النظر میں یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ آپ غزل اچھی کہتے ہیں یا نعت۔۔۔۔ دور حاضر میں اب وہ اربابِ فضل و کمال نایاب ہیں جو طبقات سخن کے مختلف النوع حقائق سے بر محل آگاہ ہوں۔ آپ کے ہاں ایسی جدّت تراشی بھی نہیں جو لایعنیت اور بے معنیت کی حدود کو چھولے اور وہ کلاسکیت بھی نہیں جو بوسیدہ تشبیہوں اور استعاروں کے سہارے استقامت پذیر

ہو۔ آپ نے غزلیات کے باب میں فلسفۂ خودی کو بہر گام ملحوظ خاطر رکھا ہے جو اپنی اصطلاحی دقتوں کے باوجود سریع الفہم معلوم ہوتا ہے۔ آپ اپنی خاموش طبیعت کے باوجود اپنے پہلو میں ایک دردمند دل رکھتے ہیں اور اسی وارفتگی شوق کے لازمی نتائج آپ کے شعری بیان میں سامنے آتے ہیں۔ دراصل غم میں زندگی کا حسن تلاش کرنا آپ کی شاعری کا خاصہ رہا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ وہ غمِ جاناں کو دردِ دل کا مداوا اور مسیحا تصور کرتے ہیں۔

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

''قسیمِ بخشش'' مجموعی طور پر معیاری مبسوط بلکہ طبقاتِ سخن میں ایک گراں قدر اضافہ ہے، جس میں نئی پود کے شعراء کیلئے اخذ و جذب کے واسطے بہت کچھ موجود ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اردو دنیا اس کا فراخ دلی سے خیر مقدم کریگی۔

علامہ اپنی علمی سرشت کے اعتبار سے مسلکِ اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت رضی اللہ عنہ کے نقیب ہیں، ان کے ایوان علم و عمل کے بام و در امام احمد رضا فاضل بریلوی کے عشق و فکر کی قندیلوں سے روشن و تابناک ہیں۔

رموز فطرت کا اک مبصر ترے خیالوں میں گا رہا ہے
تو خود شناسی سے اپنی دنیا کو راز پنہاں بتا رہا ہے

اللہ تعالیٰ ان کی قبر انور پر رحمت و رضوان کی بارش فرمائے اور تا صبح قیامت ان کے لگائے ہوئے گلستان خوشتر، اہل ایمان کی مشامِ جاں کو معطر کرتے رہیں۔ (آمین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"لوحِ دیباچۂ حیاتِ خوشتر"

۱ ۹ ۹ ۴ ء

کچھ مصنف کے بارے میں

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹر نیشنل

"وہ سر محفل ہیں اپنی ذات میں اک انجمن"

تاریخ عالم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں دو ہی قسم کے افراد کارنامے سرانجام دیتے ہیں ایک وہ جو اپنی زندگی کو علم و عمل کے حسن سے آراستہ و پیراستہ کر کے دوسروں کیلئے سبق آموز بناتے ہیں اور دوسرے وہ جو دوسروں کی حیات اور کارناموں سے سبق حاصل کرتے اور سیکھتے ہیں، اس طرح زندگی نام ہے ایصالِ فیض اور اکتسابِ فیض کا۔

ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمارے اسلاف نے زندگی کے مختلف گوشوں کو علم و عرفان اور عقل و آگہی کے نور سے منور کیا اور ہمیں حیاتِ مستعار کے دن گزارنے اور بسر کرنے کا سلیقہ عطا کیا۔ کسی نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یاد میں منبر و محراب کو

سجانا سکھایا۔ کسی نے پاکیزہ زندگی کا آئینہ دکھا کر کے انسانی معاشرے میں زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ بتایا، کسی نے رزمِ حق و باطل میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول محترم ﷺ کی خاطر جینے اور مرنے کا طریقہ تعلیم فرمایا، دیکھا جائے تو یہ سب ایک ہی نور کی مختلف تنوّرات [Reflections] ہیں جو ایک ہی منبعِ فیض و عرفان کے انوار کی عکاسی کر رہے ہیں۔ صاحبِ خلقِ عظیم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی شعاعوں کے یہ مختلف زاویئے ہیں۔ ہمارے ایسے ہی بزرگوں کی یادگار، خوش نظر و خوشِ سیر، خوش وضع و خوش ادا، علامہ، قاری، حافظ محمد ابراہیم خوشتر قادری جماپوری ہیں۔

خود اپنی ایک نعت کے مقطع میں اپنا تعارف یوں کراتے ہیں۔

ہوں آباؤ اجداد کے پیچھے خوشترؔ
زبان و عقیدہ ہیں مثلِ تمامی

علامہ خوشتر صاحب نے حضور اکرم ﷺ کی صفتِ مبلغ اور مزکّی کو اپنا کر تبلیغ دین اور شریعت و طریقت کے پرچار کو اپنی زندگی کا مشن بنایا اور اس میں ہمہ تن و مصروف رہ کر زندگی میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں۔ امام احمد رضا قدس اللہ سرہ العزیز کے نام کا تعارف، آپ کے کام اور مشنِ ''عشق رسول ﷺ'' کی ہمہ گیر اشاعت اور فروغ ہی حضرت علامہ کی زندگی کا مقصد رہا۔

راقم سے علامہ موصوف کا تعارف پہلی بار ۱۹۷۲ء میں ہوا، جب آپ ماریشس سے کراچی تشریف لائے۔ احقر کے والد ماجد مولانا وزارت رسول قادری حامدی علیہ الرحمہ سے ملاقات کے لئے علامہ خوشتر صاحب غریب خانہ پر تشریف لائے۔ والد ماجد

نے تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ :

”یہ فاضل نوجوان مولانا خوشترؔ ہیں، اسم باسمّٰی ہیں اور میرے پیر بھائی ہیں۔ ماریشس سے تشریف لائے ہیں۔ وہاں فروغِ دین و مسلک کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔“

وہ دن ہے اور آج کا دن کہ احقر خوشترِ خوش ادا کی خوش نگاہی کا اسیر ہے، ۱۹۷۳ء میں والد ماجد سفرِ سعادت، حج و زیارت پر تشریف لے گئے، حضرت علامہ بھی نہ صرف اس سفرِ مبارک میں آپ کے ساتھ رہے بلکہ آپ کی خدمت گزاری اور تیمارداری بھی انجام دی، علامہ موصوف کی ان محبتوں اور حسنِ اخلاق کا والد ماجد علیہ الرحمہ اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے اور آپ کو دعائیہ کلمات سے یاد کرتے تھے۔ ۴ فروری ۱۹۷۶ء/۵ صفر المظفر ۱۳۹۶ھ کو والد ماجد نے اس جہان فانی سے انتقال فرمایا، علامہ خوشترؔ صاحب نے مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ سے سن رحلت نکالا۔

رخصت ہوا جہان سے یہ کون با کمال
بوجھل ہوئی زمین تو فلک غم سے ہے نڈھال
عقبٰی کی فکر دین کا جس کو رہا خیال
اے عاقبت بخیر ہے اس کا سن وصال

۱۳۹۶ھ

اٹھ گیا دنیا سے وہ عالی نسب

اس کی ہر منسل ہدایت کی لہ

جس کا شام غم ہے سال ارتحال

۱ ۳ ھ ۹ ۲

اور صفر کی چار تھی جمعہ کی شب

علامہ محترم سے احقر کے تعلقات یوں آپ کی شفقت و محبت کے سبب روز بروز بڑھتے رہے، ۱۹۸۰ء میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کا قیام عمل میں آیا۔ جس کا فقیر ایک ادنی خادم ہے اس ادارہ کی خدمت کے حوالہ سے فقیر کے ساتھ علامہ گرامی کی نوازشات، شفقت و محبت اور خصوصی توجہ میں مزید اضافہ ہوا۔

حضرت علامہ خوشتر صاحب نے (۱۹۹۴ء میں) مجھے حکم دیا کہ آپ کی زیر طبع تصنیف ''تذکرۂ جمیل'' پر ایک تقریظ لکھوں۔ لیکن راقم نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ علم و فضل کے اعتبار سے مجھ سے کہیں بہتر و افضل صاحبانِ قلم کی تقاریظ کے بعد اب اس کی ضرورت نہیں، اس پر فرمایا کہ اچھا آپ ''کچھ مصنف کے بارے میں'' تحریر کر دیں اور یہ کام آپ کے والد ماجد کی ''نسبت حامدی'' کے حوالہ سے آپ ہی کو کرنا ہے۔ چنانچہ تعمیل حکم اور حصول برکت و سعادت کے لئے چند سطور سپرد قلم کیں جو حضرت خوشتر علیہ الرحمہ کی دلی خواہش پر اب ان کے مجموعہ کلام کے دوسرے حصہ ''زادِ راہِ بخشش'' کے ''لوح دیباچہ'' کے طور پر شائع ہو رہا ہے۔

لوحِ حیاتِ خوشتر

ولادت:

مبلغ اسلام حضرت علامہ قاری حافظ محمد ابراھیم خوشترؔ صدیقی علیہ الرحمہ کے والد ماجد کا نام محمد صدیق مرحوم مغفور ہے، جو ایک دینی گھرانے کے چشم وچراغ تھے۔ مغربی بنگال (ہندوستان) کے ضلع چوبیس پرگنہ میں ایک شہر (اہم ریلوے جنکشن) بنڈیل ہے۔ یہیں آپ کے والد گرامی ریلوے میں ملازمت کے سلسلہ میں مصروف تھے۔ علامہ خوشتر صاحب ۶ شوال المکرم ۱۳۴۸ھ/۱۹۳۰ء کو اسی شہر میں تولد ہے۔ خوشتر صاحب نے خود اپنی ولادت کی تاریخ درج ذیل اشعار میں یوں نکالی ہے۔

مجھے بخش دے اے مرے ذوالجلال ﷻ
بحقِ محمد ﷺ و اصحاب و آل
مرے نام میں ہے، ولادت کا سال
محمد براھیم خوشتر جمال

۰	۳	ء	۹	۱

ابتدائی تعلیم:

آپ کا موروثی شہر جمالپور ہے جو ضلع مونگیر صوبۂ بہار میں واقع ہے۔ یہ شہر عظیم ریلوے ورک شاپ کی وجہ سے پورے ہندوستان میں مشہور ہے، اسی آبائی شہر کے ایک مکتب میں آپ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز ہوا اس مکتب میں آپ نے اردو، فارسی،

حساب اور حفظِ قرآن کی تکمیل استاذ الحفاظ، حافظ نصیر الدین صاحب سے کی اور الحمد اللہ دس (۱۰) برس کی مختصر عمر میں حفظِ قرآن کریم کی سعادت سے مالا مال ہوئے۔

دینی تعلیم اور اسفار:

علامہ خوشتر صدیقی کی زندگی کا اگر جائزہ لیا جائے تو آپ کی پوری زندگی تلاش و جستجوئے علم سے معنون ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے علم کی فضیلت پر ایک طویل حدیث مروی ہے جس کا ابتدائی حصہ یہ ہے کہ

"علم حاصل کرو کیونکہ لوجہ اللہ علم کی تعلیم خشیت ہے، علم کی طلب عبادت ہے، علم کا مذاکرہ تسبیح، علم کی تلاش جہاد ہے"

(العلم والعلماء، ص ۵۳، مصنفہ علامہ ابن عبد البر اندلسی، اردو ترجمہ عبد الرزاق ملیح آبادی، ادارۂ اسلامیات، لاہور)

علامہ خوشتر کے تعلیمی اسفار اسی حدیث مبارکہ کا مظہر ہیں۔

علامہ موصوف نے ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد محدثِ منظر اسلام (بریلی) حضرت علامہ مولانا محمد احسان علی صدیقی فیض پوری ثم مظفرپوری علیہ الرحمہ کے آگے زانوئے ادب تہہ کیا، پھر علمی تشنگی اور حضرت محدثِ منظر اسلام کا کرم بے پایاں، کشاں کشاں، منزل عشق و محبت، آماجگاہِ علم وحکمت، منبعِ دانش و معرفت اور مرکزِ علمِ شریعت، دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف لے آیا۔ جہاں سیدنا حجتہ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان قادری برکاتی رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمالِ صورت و سیرت اور کمالِ علم، اور سیدی و مولائی مرشدی علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زہد و تقویٰ اور فقاہت و ثقاہت کا شہرہ تھا۔ حضرت علامہ خوشتر نے ان دونوں بزرگوں سے علمی اور روحانی اکتسابِ فیض کیا۔ دارالعلوم منظر اسلام کے بعد آپ نے دارالعلوم مظہرِ اسلام سے وابستگی اختیار کی۔ ان دونوں بزرگوں کی صحبت و تربیت نے علامہ کی شخصیت کی دو آتشہ بلکہ سہ آتشہ بنادیا۔

بریلی شریف کے قیام کے دوران آپ نے حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، صرف و نحو، تجوید و قرأت وغیرہ علوم و فنون میں دسترس حاصل کی۔ تقسیم ہند کے بعد ۱۹۵۲ء میں آپ مشرقی پاکستان تشریف لے گئے کچھ دن یہاں اقامت و سیاحت کے بعد حضرت علامہ مولانا سید غلام یزدانی رضوی اعظمی علیہ الرحمہ کی ایما پر حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ کی خدمت میں فیصل آباد پہنچے اور ان کے زیر سایہ کتبِ معقول و منقول اور دورۂ حدیث کی تکمیل افاضل طلبہ کی معیت میں کی۔ سندِ فراغت کے فوراً بعد ۱۹۵۶ء میں حضرت شیخ الحدیث، محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے ہمراہ سفرِ حج و زیارت کی سعادت حاصل کی۔ بریلی شریف کے زمانۂ قیام میں خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا حسنین رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھی حاضری رہی اور اکتساب فیض کا موقع ملا۔ مدینۂ منورہ میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے خلیفۂ اجل حضرت مولانا ضیاء الدین قادری مہاجر مدنی علیہ الرحمتہ و رضوان کی خدمت گزاری کا شرف ملا۔ تقریبا ۵۴ دن حاضری رہی۔

اساتذۂ کرام:

علامہ خوشتر صاحب کی خوش بختی ہے کہ ان کو اپنے زمانہ کے ''خوش نگہ و خوش لِقا'' اسا

تذۂ کرام، وقت کے افاضل علماء وصلحاء، جو اپنے دور کے علوم وفنون اور رشد وطریقت کے آفتاب وماہتاب تھے، کے زیر سایۂ عاطفت تعلیم وتربیت حاصل کرنے اور سلوک کے منازل طے کرنے کا موقع میسر ہوا۔ ان کی تربیت اور شخصیت سازی میں مندرجہ ذیل ذواتِ قدسیہ کی نگہِ کیمیا گر کا بڑا حصہ ہے:

۱) حجۃ الاسلام، علامہ مولانا مفتی محمد حامد رضا خاں قادری نوری خلفِ اکبر امام احمد رضا محدث بریلوی۔

۲) مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری قادری خلفِ اصغر امام احمد رضا محدث بریلوی۔

۳) ادیب العصر، مولانا ابرار حسن رضوی تلہری، مدیر ماہنامہ ''یادگارِ رضا'' بریلی۔

۴) بحر العلوم، حضرت مولانا مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری۔

۵) بدر الطریقہ، حضرت مولانا عبد العزیز خان محدث بجنوری۔

۶) محدثِ منظرِ اسلام، علامہ مولانا ابو الفیضان محمد احسان علی رضوی مظفر پوری۔

۷) محدث اعظم پاکستان، حضرت علامہ مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد رضوی، بانی جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد۔

۸) حضرت علامہ مولانا غلام یزدانی رضوی اعظمی، مدرس دار العلوم منظر اسلام، بریلی

۹) نبیرۂ اعلیٰ حضرت، مفسر اعظم ہند، مولانا محمد ابراھیم رضا، جیلانی میاں۔

۱۰) استاذ العلماء، مولانا مفتی تقدس علی خاں رضوی حامدی، شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ (سندھ)۔

۱۱) ادیب شہیر، حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی، کراچی۔

(رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

عصری علوم کا حصول:

علامہ خوشتر صاحب نے جہاں درسِ نظامی اور دیگر دینی علوم کے حصول کیلئے برصغیر پاک و ہند کے مشہور مدارس دینیہ میں رہ کر اپنے دور کے افاضل اساتذہ و علماء سے اکتساب فیض کیا، وہیں عصری علوم کے حصول کیلئے بھی انتھک محنت کی اور یہ بات قابل ذکر و ستائش ہے کہ انھوں نے اپنی دینی تعلیم کے دوران نہایت خاموشی اور بغیر کسی حرج اور نقصان کے یہ تمام مراحل سر کئے۔

چنانچہ علامہ صاحب نے منشی، منشی کامل اور ادیب کامل کا امتحان الٰہ آباد یونیورسٹی سے پاس کیا۔ F.A یوپی ایجوکیشن بورڈ (بریلی) سے اور B.A پنجاب یونیورسٹی (لاہور) سے کیا۔

فرائض تدریس:

علامہ صاحب نہایت ہونہار اور ذہین طالب علم تھے اسی بناء پر اساتذہ کی گوہر شناس آنکھوں نے اس درِ مکنون کو بھانپ لیا چنانچہ آپ نے اپنے اساتذۂ کرام کے اصرار پر

درس تدریس کی مسند سنبھال لی، آپ نے تدریسی زندگی کا آغاز گوجر خان ضلع راولپنڈی سے کیا پھر ساہیوال میں ۱۹۶۲ء تک قیام کیا، ان شہروں میں آپ نے خطابت و امامت کے علاوہ دارالعلوم رحمانیہ گوجر خان، اور جامعہ شرقیہ رضویہ ساہیوال کے اہتمام اور درس وتدریس کی خدمات انجام دی۔

بیعت وخلافت:

علامہ محمد ابراھیم خوشتر صاحب راقم کے والد ماجد مولانا وزارت رسول قادری ابن سیف المسئول حضرت علامہ مولانا سید ہدایت رسول قادری لکھنوی علیہ الرحمہ کے برادر طریقت ہیں۔ خوشتر صاحب جب طلبِ علم کے سفر کی پہلی منزل پر منظر اسلام بریلی شریف حاضر ہوئے تو وہاں نائبِ مجددِ مأۃ حاضرہ (امام احمد رضا) حجۃ الاسلام علامہ مولانا حامد رضا خان کے حسن و جمال اور علمی کمال کا غلغلہ پایا، ''شاہِ حامد رضا پیشوائے زمن'' کی گونج سنی، حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان کی نگاہِ لطف نے خوشتر صاحب کے دل کی دنیا بدل دی، چنانچہ آپ حجۃ الاسلام کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر حلقۂ حامدیہ قادریہ نوریہ رضویہ کے اس مبارک سلسلہ میں شامل ہو گئے جس کی کڑیاں ''ید اللہ فوق ایدیھم'' کی اس انتہا پر ملتی ہیں، جہاں مالکِ کونین ﷺ کا دستِ عطا ہے۔ وہ دستِ عطا جس کے زیر نگیں ''آدم و من سوا'' ہے کہ جس سے تمام عالم سفلی وعلوی کو دوجہاں کی نعمتیں مل رہی ہیں۔

حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان کے علاوہ جن بزرگوں سے علامہ خوشتر نے کسب فیض کیا اور سندِ خلافت واجازت حاصل کی ان کے اسماءِ گرامی درج ذیل ہیں:

۱) مفتی اعظم ہند، علامہ مصطفیٰ رضا خاں قدس سرہ

۲) قطب مدینہ، مولانا ضیاء الدین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

۳) محدث اعظم پاکستان، علامہ مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ

۴) مفسر اعظم ہند، علامہ مولانا ابراھیم رضا جیلانی میاں علیہ الرحمہ

۵) شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ، حضرت علامہ مولانا تقدس علی خان صاحب علیہ الرحمہ۔

علامہ خوشتر صاحب پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی خصوصی شفقت اور انتہائے کرم کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنی خلافتِ سراپا کرامت عطا کرتے وقت سندِ خلافت میں حضرت خوشتر کو ''ولدی العزیز'' سے خطاب فرما کر ''نشانِ منزل'' دیا اور ساتھ ہی اپنا نعتیہ دیوان مرحمت فرما کر ''سامانِ بخشش'' کا اہتمام بھی فرمایا۔ بزرگوں کی انہی کرم گستریوں، ذرّہ نوازیوں اور بے پایاں شفقت و محبت کا ذکر کرتے وقت علامہ خوشتر جماپوری آبدیدہ ہو کر امام احمد رضا قدس اللہ سرہ العزیز کا یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضؔا
بول بالے مری سرکاروں کے

امامت و خطابت:

آپ فن خطابت کے شاہسوار تھے، مذہبی اور عصری علوم میں دسترس کی بدولت ہر

موضوع کو بڑی خوبی سے نبھاتے تھے۔ روحانی محافل میں علم و حکمت کے موتی بکھیرنا اور عرفان و آگہی کے چراغ روشن کرنا آپ کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ کتاب و سنت اور فلسفۂ و منطق کے معارف جب کھول کھول کر بیان کرتے تو سامعین پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی۔ آپ کی گوہر فشانی اور طرزِ خطابت کی بدولت بر صغیر پاک و ہند اور یورپ و افریقہ میں احباب کا ایک کثیر حلقہ آپ کے فن گویائی سے متاثر ہے، مزاج میں بردباری اور حلم کے ساتھ ساتھ ایک وقار تھا اور ایک شانِ استغنا تھی۔

حضور محدث اعظم ہند، علامہ ابو الحامد سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان تلمیذِ خاص و خلیفۂ اجل امام احمد رضا قدس سرہ نے علامہ خوشتر صاحب کی انہی خصوصیات کی بناء پر ازراہِ محبت و شفقت ایک قطعہ ارشاد فرمایا جو ۲۸ رجب المرجب ۱۳۷۳ھ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں حضرت محدث اعظم پاکستان اور دیگر احباب کی موجودگی میں خوشتر صاحب کو مرحمت فرمایا گیا۔

گویند کہ عارضے گلِ تر خوشتر
گیسوئے کسے زمشک و عنبر خوشتر
گویم کہ خوشترے مرا دادہ اند
کو از ھمہ خوشتراں خوشتر، خوشتر

عالمی سیر وسیاحت و تبلیغ وارشاد:

حضرت علامہ مخدوم ابراھیم خوشتر حامدی رضوی کی زندگی کا بڑا حصہ حصول علم کیلئے سیر و سیاحت، تبلیغ وارشاد کے سلسلہ میں سفر میں گزرا ہے۔ آقا و مولی سرکار دو عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد عالی ''اطلبوا العلم ولو کان بالصین''، پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے وطن مالوف جمالپور (صوبۂ بہار) سے بریلی شریف (یو پی ہندوستان) کی طرف طلب علم کی خاطر عازم سفر ہوئے۔ امام احمد رضا کے گلستانِ علم دار العلوم منظر اسلام اور مفتی اعظم ہند کے مسلک و تفقہ کے مظہر، مظہر اسلام سے خوشہ چینی کرتے ہوئے پہلے مشرقی پاکستان (حال بنگلہ دیش) اور پھر (مغربی پاکستان) فیصل آباد پہنچے جہاں دریائے علم و حکمت علامہ مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ کے حضور زانوئے ادب تہہ کیا اور تشنگیٔ علم کے بجھانے کا اہتمام کیا۔ اس کے بعد استاذ گرامی ہی کے حکم پر چراغ سے چراغ جلانے کیلئے گوجر خاں اور ساہیوال کا سفر کیا اور وہاں مسندِ درس و تدریس کی زینت بنے۔

استاذِ گرامی حضرت شیخ الحدیث، محدث اعظم کے وصال (یکم شعبان ۱۳۸۲ھ / ۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء) کے بعد ۱۹۶۳ء میں کولمبو (سری لنکا) پہنچے۔ یہاں کی جامع مسجد میں بحیثیت خطیب، امامت و خطابت کے فرائض انجام دیئے۔ یہاں قیام کے دوران بھی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا لیکن یہاں کرم بالائے کرم یہ ہوا کہ بقول علامہ خوشتر ''صرف چند مہینوں میں خانقاہی فتوحات کا درواز کھل گیا''۔ غرض حلقۂ ذکر و فکر کا غلغلہ بلند ہوا مجالسِ ''ھاؤ ھو'' منعقد ہوئیں۔ نعت رسول کی محفلیں سجیں اور سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ حامدیہ میں کثرت سے لوگ داخل ہوئے۔

خوشا مسجد و منبرو خانقا ہے
کہ دردے بود قیل و قال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے گیت گائے جانے لگے۔ ۱۹۶۴ء میں بریلی شریف میں دوبارہ حاضری ہوئی بارگاہِ رضوی سے نوازشات واکرام کی بارش ہوئی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اجازۃ و خلافت سے سرفراز فرمایا، سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ اور مشنِ اعلیٰ حضرت کو عالمی سطح پر فروغ کا حکم ملا، اذنِ سفر کے ساتھ کولمبو سے ماریشس (پورٹ لوئس) پہنچے۔ یہاں مرکزی سنی جامع مسجد میں امامت و خطابت کے ذریعہ رشد و ہدایت اور تبلیغ و اشاعت کا شاندار آغاز کیا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی کے نام کے تعارف اور ان کے کارناموں کی ہمہ گیر اشاعت علامہ خوشتر کی زندگی کا مقصدِ زرّیں تھا، اس کے لئے کام کا آغاز کیا گیا۔ ماریشس میں سنی رضوی سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا۔ علامہ صاحب نے پہلا حج ۱۹۵۶ء میں محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ کی معیت میں کیا تھا۔ دوسرے حج کیلئے ماریشس سے ۱۹۶۹ء میں تشریف لے گئے اور مع اہل و عیال حج و زیارت کی سعادت حاصل کی، بعد میں مشرق وسطیٰ کی سیاحت کرتے ہوئے ماریشس واپس ہوئے۔ ۱۹۷۲ء میں کراچی تشریف لائے، راقم کے غریب خانے پر والد ماجد مولانا وزارت رسول قادری علیہ الرحمہ سے ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ ۱۹۷۳ء میں دونوں حضرات کا حج و زیارت کا پروگرام بنا۔ والد ماجد کراچی سے سفرِ حج کیلئے روانہ ہوئے علامہ خوشتر کراچی سے سیلون تشریف لے گئے اور پھر وہاں سے مکۃ المکرّمہ پہنچے اور دونوں نے ایک ساتھ فریضۂ حج ادا کیا۔ والد صاحب کا پہلا اور علامہ خوشتر صاحب کا یہ تیسرا حج تھا۔ حج سے فراغت کے بعد خوشتر صاحب روضۂ رسول ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے، پھر مدینہ منورہ سے شام و عراق روانہ ہوئے اور وہاں کے مزاراتِ انبیاء (علیہم السلام) و اولیاء (رحمہم اللہ)

کی زیارت کرتے ہوئے بغداد شریف میں شہنشاہِ بغداد، سیدنا، غوثنا، مأوانا، ملجأنا، سرکار غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے، بعدہ ماریشس واپس ہوئے۔

۱۹۷۵ء میں خوشتر صاحب پھر پاکستان کے دورہ پر تشریف لائے اور یہیں سے پہلی بار برطانیہ تبلیغی سفر پر روانہ ہوئے۔ تبلیغِ دین و مسلک کیلئے یہ سفر بہت مبارک ثابت ہوا۔ علامہ موصوف نے برطانیہ میں احباب کے اصرار پر مانچسٹر کو مرکز بنایا اور وہاں سنّی رضوی سوسائٹی کی شاخ کا افتتاح کیا۔ اس طرح سے مسلکِ امام احمد رضا کا فیضان اور پیغام اس مرکز سے یورپ کے دوسرے علاقوں تک پہنچا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس علاقہ میں عُرسِ قادری رضوی، اور یوم امام احمد رضا کی دھوم مچ گئی۔

علامہ ابراھیم خوشتر نے جنوبی افریقہ کے بھی متعدد دورے کئے اور ڈربن اور دیگر شہروں میں سنی رضوی سوسائٹی کی شاخیں قائم کیں۔ مسجد و مدرسہ کی بنیادیں رکھیں، نعت کی محافل کو فروغ دیا اور سلسلۂ قادریہ رضویہ کے فیضان کو عام کیا۔

مولانا خوشتر نے ۱۹۹۰ء میں پیرس کا تبلیغی سفر کیا ارباب محبت کے مطالبہ پر سنی رضوی سوسائٹی کی شاخ قائم کی الحمد للہ علامہ خوشتر مرحوم کے واسطے سے پیغام رضا کی گونج آج پیرس کی فضاؤں میں بھی سنی جارہی ہے۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضاؔ سے بوستان
کیوں نہ ہو؟ کس پھول کی مدحت میں وامنقار ہے!

وصال سے قبل تک علامہ خوشتر مانچسٹر میں مقیم رہے اور اس شہر کو انہوں نے یورپ و

افریقہ میں اپنی تبلیغی اور اشاعتی سرگرمیوں کا مرکز بنایا ہوا تھا لیکن بایں ہمہ مصروفیات آپ کا قیام مانچسٹر میں چند ماہ ہی رہ پاتا تھا آپ یورپ وافریقہ، آسٹریلیا اور مشرقِ بعید کے ممالک میں تبلیغی، اشاعتی مسلکی اور خانقاہی کاموں کے سلسلہ میں سال کے زیادہ تر حصوں میں مشغولِ سفر رہتے۔

فکر رضا پر اشاعتی کام:

علامہ محمد ابراھیم خوشتر جماپوری رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد رضا کے ملّی، دینی اور فکری کارناموں کی اشاعت کے حوالے سے عالمی سطح پر سنی رضوی سوسائٹی کے پلیٹ فارم سے بہت اہم خدمات انجام دیں۔ امام احمد رضا کی سیرت و کردار اور کارناموں پر انہوں نے اردو، انگریزی زبانوں میں مانچسٹر (برطانیہ) پورٹ لوئس (ماریشس) ڈربن (ساؤتھ افریقہ) سے کافی لٹریچر شائع کیا، یہ لٹریچر ہر سال امام احمد رضا کے یوم وصال پر شائع کیا جاتا تھا حال ہی میں وصال سے چند ماہ قبل ہی انہوں نے پیرس سے فرانسیسی زبان میں کچھ کتابچے شائع کرائے۔ فروغِ خیر کی ان کاوشوں میں علامہ مرحوم کو محترم و مکرم مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ، ادیب شہیر علامہ شمس الحسن شمس بریلوی علیہ الرحمہ اور ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، انٹرنیشنل، کراچی کا بھی بھرپور تعاون حاصل رہا۔

سنی رضوی سوسائٹی کے حوالے سے علامہ محمد ابراھیم خوشتر قادری رضوی حامدی علیہ الرحمہ کی خدمات کی تفصیل بیان کرنے کے لئے یہ صفحات متحمل نہیں ہو سکتے۔ البتہ ان کا ایک مختصر جائزہ قارئین کرام کے افادے کیلئے درج ذیل ہے۔

۱) سنی رضوی سوسائٹی (انٹر نیشنل) پورٹ لوئیس کی شاخیں تقریبا ۱۸ ممالک میں قائم ہیں۔

۲) سنی رضوی سوسائٹی کا صدر دفتر ماریشس میں ہے۔

۳) یہاں ۲۷ سال سے تعلیمی، تبلیغی، اشاعتی اور مسلکی کام زور شور سے جاری ہے۔اس کے علاوہ ہفتہ وار حلقۂ ذکر، ماہانہ محفلِ گیارھویں شریف اور نعت کی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔

۴) پورٹ لوئیس کے علاوہ ماریشس کے دوسرے علاقوں میں بھی یہ تمام معمولات اہتمام سے جاری ہیں۔

۵) پورٹ لوئیس میں ایک خانقاہِ قادریہ رضویہ، ایک عظیم الشان قادری رضوی مسجد اور ایک وسیع و عریض سنی رضوی عید گاہ قائم ہے۔

۶) ماریشس کے علاوہ جنوبی افریقہ کے شہروں ڈربن، پی ایم برگ، ٹونگاٹ، کیپ ٹاؤن، لوڈیم پریٹوریا، لنیز یا اور جوہانسبرگ میں بھی سنی رضوی سوسائٹی انٹر نیشنل کی شاخیں قائم ہیں۔ جہاں مسلکی اور اشاعتی کام زور شور سے ہو رہا ہے۔

۷) خانقاہِ قادریہ رضویہ ڈربن سے انگریزی میں ۷۱ کتابیں، رسائل وغیرہ شائع ہو چکے ہیں، یہ مبارک سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

۸) ڈربن چیٹسورتھ کی پہاڑی پر سنی رضوی سوسائٹی سینٹر گذشتہ ۱۳ سال سے قائم ہے جہاں ہر سال عرس قادری رضوی ہوتا ہے، گذشتہ ۶ سالوں سے

وہاں عرس غوث اعظم اور عرس امامِ اعظم بھی باقاعدگی سے منایا جارہا ہے۔ (رضوان اللہ علیھم)

۹) پیرس میں بھی سنی رضوی سوسائٹی قائم ہو چکی ہے۔ اور گذشتہ کئی برسوں سے محفلِ محرم، گیارھویں شریف اور عرس قادری رضوی باقاعدگی سے منعقد ہورہا ہے یہیں سے گذشتہ سال فرانسیسی زبان میں پہلی بار کتابچوں کی اشاعت کا آغاز ہوا جو براعظم یورپ میں مسلکی لٹریچر کی اشاعت کے حوالہ سے ایک مبارک ابتداء ہے۔ پہلی اشاعت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا ایک اردو کتابچہ ''عیدوں کی عید'' کا فرانسیسی ترجمہ ہے جو ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر پورے فرانس و یورپ کے مسلم مراکز میں تقسیم ہوا۔

شعر و سخن:

علامہ خوشتر صاحب کو اوائل طالب علمی ہی سے شعر و سخن سے شغف رہا ہے۔ کچھ تو طبیعت بچپن ہی سے موزوں تھی، کچھ مرکزِ علم و فن، دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے ماحول، حجۃ الاسلام، مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے حسن و جمال اور رنگہ کمال، حضور مفتی اعظم، مصطفےٰ رضا خان نور اللہ مرقدہ کی تربیت و شفقت، حضرت ابوالمعالی علامہ ابرار حسن صدیقی تلھری علیہ الرحمہ اور فاضل مشرقیات، ادیب شھیر، علامہ شمس بریلوی رحمہ اللہ کی استاذانہ نظر اور مشفقانہ اصلاح نے شعر و سخن کے ذوق کو اور جلا بخشی، پھر شہر بریلی، جو ان دنوں اپنے نعتیہ مشاعروں کے اعتبار سے

ایک ''مرکزِ شعری'' کی حیثیت حاصل کر چکا تھا، اس کے نعتیہ مشاعروں کی حاضری نے خوشتر صاحب کی شاعری کو پروان چڑھایا اور بھرپور توجہ سے شعر کہنے کی صلاحیت کو اجاگر کیا۔ لیکن بایں ہمہ وجوہ بقولِ حضرت خوشتر کہ ''خوشتؔر کو شاعرِ خوشتؔر بنانے میں حضور مفتیِ اعظم ہند کی حضوری و حاضری اور ان کی نگاہِ خوشتر کو بڑا دخل ہے''۔

حضرت خوشتؔر جماپوری کی شاعری کا نقد و نظر اور اس کے حسن و جمال کا بیان، نہ راقم کا مطمعِ نظر ہے اور نہ منصب، اس موضوع کا علامہ شمس الحسن شمس بریلوی صاحب نے زیر نظر کتاب کے مقدمہ میں بھرپور جائزہ پیش فرمایا ہے اور یہ انہی کا حق ہے راقم کو جو کچھ بھی شعر و سخن کا ذوق ہے اس کے پیش نظر صرف اس قدر عرض کرنے کی جرأت کرتا ہے کہ ان کے کلام کا رنگ استاذانہ ہے وہ بلا شبہ ایک قادر الکلام شاعر نظر آتے ہیں۔ ان کے کلام میں سلاست و روانی ہے، ندرتِ خیال ہے، طرزِ ادا کا بانکپن ہے، انداز بیاں کی طرفگی ہے، جودتِ طبع کی رنگینی ہے۔

خوشتؔر مرحوم نے تقریباً ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ تاریخ گوئی میں بھی کمال حاصل ہے۔ رباعیات بھی کہتے ہیں، جو برجستگی اور بے ساختگی کا نمونہ ہیں۔ چھوٹی بحر میں مضمون آفرینی بڑا مشکل فن ہے، استاذانہ مہارت و کمال کے بغیر چھوٹی بحروں میں شاعرانہ حسن و خوبی کا اظہار ممکن ہی نہیں، جناب خوشتر جماپوری نے اس میدان میں بھی استاذانہ صلاحیتوں کے خوب جوہر دکھائے ہیں۔ لیکن ان تمام خوبیوں کے باوجود خوشتر صاحب کی بحیثیت نعتیہ شاعر، جو سب سے اہم خوبی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک پختہ شعور اور پاکیزہ فکر کے مالک ہیں، وہ دین کی سمجھ رکھتے ہیں۔ عالِمِ باعمل ہیں، صوفیِٔ باصفا

ہیں، عاشقِ مصطفی ﷺ ہیں۔ ان کا ذوقِ نعت اور وجدانِ شاعری ان ادب آموز فضاؤں میں پروان چڑھا جہاں رؔضا بریلوی قدس سرہ سامی کی نعت کا یہ شعر گونج رہا ہو۔

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے آداب شریعت ملحوظ

حضرت خوشترؔ جمالپوری کے کلام کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

سنبھل بادِ طرب! وہ سرورِ دنیا و دیں آئے ﷺ
برس اے ابرِ رحمت، رحمۃ اللعلمین آئے ﷺ

سرور کونین ﷺ کی ذات اقدس کی محبت میں وارفتگی، پھر حدودِ شریعت کا پاس اور نازک خیالی کا انداز سبحان اللہ!

طرفگیِ بیان و ادا اور ندرتِ خیال کی مثال دیکھیں:

قیامت عینِ رحمت، جانِ رحمت، حاصلِ رحمت
اب اس سے اور بڑھ کر کیا کہ ہے دیدار محشر میں

خدا معلوم کیا ہے نامۂ اعمالِ خوشترؔ میں
کہ اس کو رحمتیں خود ڈھونڈھتی پھرتی ہیں محشر میں

وہ دن تو بس انہی کی جلوہ آرائی کا دن ہوگا
بڑی سنجیدگی سے غور کرتا ہوں قیامت پر

مقدر آج لے آیا ہے خوشترؔ کو مدینے میں
یہاں سے کون تیرے پاس فردوسِ بریں آئے

مرے دامن پہ نقشہ کھنچ گیا گلزارِ طیبہ کا
سرشکِ غم ڈھلک کر جب بوقت واپسیں آئے

نہ بدلی حال کی صورت، رہی ساعت وہی ساعت
شب اسریٰ سے پوچھو ہاتھ میں کس کے زمانہ ہے

وارفتگی شوق کی کیفیت میں شریعت کی پاسداری ملاحظہ ہو:

جبینِ شوق تیری بے خودی کا کچھ ٹھکانہ ہے
یہاں سے منزلوں آگے ابھی تو آستانہ ہے

یہ معراجِ محبت ہے کہ معراجِ عبادت ہے
یہ سر ہے اور شاہِ مرسلیں ﷺ کا آستانہ ہے

طرز ادا کا حسن اور اچھوتا پن ملاحظہ ہو:

تصور میں سرشک آئے تری رنگین ادا بن کر
کہ گرتے ہی سرِ دامن مدینہ رہ گیا بن کر

یہ سارے انبیاء آئے جو خوشترؔ مقتدا بن کر
خبر لے کر انہیں آنا تھا آئے مبتدا بن کر

ملائک سر پہ رکھ کر لائے ہیں اعمال نامہ کو
یہ ہو گا پیشِ داور اب قصیدۂ نعت کا بن کر

ایک تازہ پر کیف اور مترنم نعت کے چند اشعار:

پیارے محمد ﷺ تیرا نامِ نامی
لکھا عرش پر ہے بخطِّ گرامی

تو پیغام میرا میں تیرا پیامی
ہوں تجھ پر صلوٰۃ و سلام دوامی

مع اللہ لی میں تو آرام فرما
ہے تیرا خدا سے یہ قرب دوامی

ہے تیرے لئے صرف صلوا علیہ
تجھی کو ہے زیبا یہ وصف دوامی

حرم تیرا ،حل تیرا ، تیرا زمانہ
تیری شان وَالْعَصْر رحمت تمامی

ہیں وصّافِ محبوبِ ربّ العلی سب
یہ حسان و کافی رضا اور جامی

ہوں آباؤ اجداد کے پیچھے خوشتر
زبان و عقیدہ ہیں مثل تمامی

جناب خوشتر صاحب کے نعتیہ کلام کا پہلا مجموعہ ''قسیم بخشش'' کے نام سے ۱۹۹۴ء میں شائع ہو چکا ہے اب کلام خوشتر کا دوسرا حصہ ''زادِ راہِ بخشش'' کے نام سے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کے زیر اہتمام، زیور طبع سے آراستہ ہو کر اہل ذوق و سخن کی تشنگی بجھانے کا ساماں بن رہا ہے۔ حضرت خوشتر مناقب نگاری میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے اسلاف کرام، اساتذۂ کرام اور پیر و مرشد کی شان میں خوبصورت منقبتیں کہی ہیں۔ اپنے پیر و مرشد حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں کی شان میں یوں رطب اللسان ہیں۔

شاہِ حامد رضا پیشوائے زمن
ذکر اس کا ہے اب بھی چمن در چمن
نام تھا اس کا حامد وہ محمود تھا
ذات تھی اس کی تنہا مگر انجمن

اپنے مشن اور کام کا تعارف بڑے خوبصورت الفاظ و استعارات میں کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

میں رضا کارِ رضؔا ہوں شاد کام
سنی رضوی ہے مرا خوشترؔ پیام
میرا خط خطِ ''لَایحزنون''
میری منزل ''لاتخف'' بطحا مقام

سبحان اللہ ''رضا کارِ رضا'' ہونا خوشتر کی پہچان ٹھہرے!

مسلکِ رضا سے والہانہ لگاؤ کا اظہار ہے اور فکر رضا کی نشر و اشاعت میں شاد کام رہنا، مشن کی سچائی اور خوشتر کے ''قلبِ مطمئنہ'' کی طرف لطیف اشارہ ہے۔

حضرت علامہ خوشتر جماپوری کو شعر و ادب اور کتب بینی سے بڑا شغف ہے۔ وہ ایک بلند پایہ خطیب اور مقرر بھی ہیں۔ لیکن تبلیغ وارشاد کے سلسلہ میں اکناف عالم کی سیاحی کی وجہ سے آپ کو تصنیف و تالیف کیلئے زیادہ وقت نہ مل سکا۔ لیکن آخر کار حضرت قبلہ مسعود ملت، علامہ، پروفیسر، ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت فیوضم العالی کے متوجہ کرانے سے اس طرف بھی راغب ہوئے۔

خوشتر صاحب نے ''تذکرۂ جمیل'' کے علاوہ انگریزی زبان میں حج و زیارت پر ایک کتابچہ بھی تحریر فرمایا ہے جس کا عنوان ہے:

On the Holiest Earth of Islam

اس کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں بھی ہو چکا ہے اس کے علاوہ مختلف دینی موضوعات پر کتابچے (اردو اور انگریزی زبان میں شائع ہوئے ہیں نیز عید کے موقع پر آپ کے خطبات بھی شائع ہوئے ہیں۔ آخر میں ''تذکرۂ جمیل'' کیلئے صرف اتنا عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ خوشتر صاحب نے حجۃ الاسلام علامہ مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کی حیات و کارناموں کو قلمبند کر کے اہلسنت کے اہل قلم، خصوصاً وابستگانِ خانقاہِ قادریہ رضویہ، بریلی شریف کی طرف سے ایک فرض کفایہ ادا کیا ہے اور حجۃ الاسلام جیسی عظیم علمی اور روحانی شخصیت پر تحقیقی کام کرنے والوں کیلئے مواد و مآخذ کی نشاندہی

کر کے دعوت فکر و عمل دی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ یہ چند سطور احقر نے علامہ خوشتر صاحب جیسی ہمہ صفت شخصیت کی زندگی اور کارناموں کے سلسلہ میں انہی کے حکم پر تعمیلِ حکم کے طور پر تحریر کی تھیں۔ اس میں جو بھی حسن ہے وہ خوشتر صاحب کا اپنا حسن ہے اور اس میں جو کوتاہیاں اور خامیاں رہ گئی ہیں وہ احقر کی کوتاہ نظری اور علمی کم مائیگی کی بناء پر ہیں، جس کیلئے وہ درگذر اور عفو اور اصلاح کا طلبگار ہے۔ کیا خبر تھی کہ جب یہ تحریر شائع ہو کر سامنے آئے گی خوشتر خوش خرام ہمیں داغ مفارقت دیکر عالم بالا کو کوچ کر جائیں گے۔ جمعرات ۵ جمادی الآخر ۱۴۲۳ھ، ۱۵ اگست ۲۰۰۲ء کو آپ دنیائے فانی کو خیر باد کہہ کر اپنے رب اعلیٰ کے جوار رحمت میں پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں ان کے مذکورہ نیک کاموں کی جزائے جزیل عطا فرمائے اور فردوس بالا میں خوشترؔ بندۂ خیر الانام ﷺ کو تا ابد الآباد خوش خرام، شاد کام اور مصروفِ صلوٰۃ و سلام رکھے، اٰمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

میری منزل قادری منزل نہ پوچھ
زندگی کا میری یہ حاصل نہ پوچھ
مجھ کو پہنچایا یہاں تک غوث نے
اب میں خوشترؔ ہوں بہر منزل نہ پوچھ

رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نگاہِ کمتریں میں خوشترِ خوش باش کا رتبہ

ادیب شہیر سید حسین علی ادیب رائے پوری

اس ناچیز سے قبل ارباب فکر و فن و علمائے شعر و سخن علامہ خوشتر کے کلام پر عقیدت و محبت کے خوش رنگ گلہائے نو بہار نچھاور کر گئے ان کی دیدہ ریز کاوش علمی کے بعد موصوف کے کلام پر اضافہ کی گنجائش نہ ہے نہ ہو سکتی ہے۔

شاعری بذاتِ خود ایک ایسا موضوع ہے جو اپنی سحر کاری اور دلفریب رعنائیوں کی جانب سے متوجہ ہونے والوں کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ اس کا ہر ہر لفظ جہاں حسنِ تخلیق ہے وہیں حسن تحقیق بھی ہے اور حسنِ تنقید بھی۔ عام انسانوں کے عادات و اطوار مزاج اور ماحول سے شاعر ایک جداگانہ مقام رکھتا ہے۔ شعر کی تخلیق سے پہلے شاعر کے ذہن میں کوئی خیال آتا، ہے کسی پیکر حسن کے خد و خال کو پیکر شعر میں اتارنے کا، کسی غم پنہاں کو لفظوں کے سوز ساز میں ڈھالنے کا۔ وہ جب کسی درد، کسی کرب کی کیفیت سے گزر کر آمادۂ اظہارِ فن ہوتا ہے اس وقت وہ عام آدمی نہیں رہتا، شاعر ہوتا ہے۔ اس کا فکری ارتقا اور حساس طبعیت اسے وہاں لے جاتی ہے جہاں اس کے کانوں میں آواز گونجتی ہے:

"لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ"[1]

ابن عربی علیہ الرحمہ نے اس آیت کے ضمن میں لکھا:

"اللہ تعالیٰ نے انسان سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز پیدا نہیں کی
اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اسے ان صفات سے متصف
کیا ہے حیّ، عالم، بااختیار، بااراده، متکلم، شنواء، بینا، مدبر اور حکیم"

تخلیق انسانی کی نمو پزیر قوت کا یہ ایک تقاضا ہے کہ وہ ہر لمحہ اپنی سطح سے غور فکر میں، محسوسات میں بلند ہو رہا ہے اور اسے حسنِ کائنات کا ادراک ہو رہا ہے یہ تمہیدی کلمات یہاں تک اس لئے پہنچے کہ خوشتر کو سمجھنا بھی ہے اور سمجھانا بھی، جس کے لئے نور بصارت کے ساتھ دلِ بینا مطلوب ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو "والٹر پیٹر" "Walter Peter" جیسے شارحین شاعری کا مفہوم اور غرض وغایت کو یوں بیان کرتے ہیں:

"آرٹ اور ادب کا مطلب اور مقصد اخلاق کو درست کرنا نہیں بلکہ
زندگی کی چلتی ہوئی مشین سے چند لمحوں کیلئے خیالات کو ہٹا دینا ہے
اس طرح ان کو ذہنی سکون پہنچانا تخلیق کرنے والوں کا مقصد ہے"

فکر و نظر کی بلندی کا جو تصور شعر و سخن میں پایا جاتا یہ اسی کی سحر کاری ہے کہ خوشتؔر کا وجود عام انسانوں میں رہتے ہوئے بھی ان سے جدا ہوتا ہے۔ عام انسان ناتراشیدہ چٹان کے ٹکڑے دیکھتا ہے واقعی وہ ایک ناتراشیدہ پتھر ہے حساس شاعر، فنکار، سنگ تراش،

---

1 سورۂ تین:۴

بت ساز، اپنے فن کے تصور میں ایک حسین مجسمہ کو دیکھ لیتا ہے حتیٰ کہ اس کے خوبصورت خد و خال کا تعین بھی کر لیتا ہے۔ یہی قوتِ تخیل شاعر کی قوت ارادی ہوتی ہے اور وہ یہ بات جانتا ہے کہ شعر بذات خود کیا ہے۔

صد نالۂ شبگیرے صد صبح بلا خیزے

صد آہِ شرر ریزے یک شعرِ دل آویزے

حسن و جمال کی ترجمانی کیلئے شعر سے بہتر نہ کوئی لہجہ ہے نہ ذریعہ، غالباً اس کا سبب یہی ہے کہ اس حسین کائنات میں ایک حسن کائنات، حسن و جمال کا افضل ترین پیکر عالم رنگ و بو میں تشریف لانے والا ہے جس کے حسن و جمال کو دیکھنے کیلئے پروردۂ حسن و جمال بینائی چاہیے۔ جو شاعر اس مقام تک پہنچتا ہے پھر اس کا عالم یہ ہو جاتا ہے۔

مبارک بادت اے دل گشت بینا دیدۂ کُورت

نمایاں شد بہر سو صورت یارِ نکو صورت

(اے دل تجھے مبارک ہو! کہ تیری اندھی آنکھیں اب دیدۂ بینا ہو گئیں)

علامہ خوشتر کا مقامِ شعری، صرف فنی لوازمات سے باخبر ہونا، صنائع بدائع سے آگہی، قادر الکلامی، فن شاعری کے تمام رموز سے کامل آگہی یا علم حدیث و فقہ میں دسترس ہی طرۂ امتیاز نہ تھا بلکہ مرشد کی تعلیمات، ریاضت و مجاہدات نے سلوک کا وہ مقام دلایا کہ جہاں درویشِ خدامست ہر جگہ اس کے جلوؤں سے سرفراز ہوتا ہے جس کے لئے قرآن کا ارشاد ہے:

فَاَيۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ [1]

""تم جدھر منہ کرو ادھر وجہہ اللہ (خدا کی رحمت) ہے""

""تصور ہو تصیل ہو کہ ہو وہ خواب کا عالم"" علامہ خوشتر کی نم دیدہ آنکھوں میں وہ رخِ زیبا نظر آتا تھا وہ شاعر و نثر نگار صاحبِ گفتار، جب تک قافلۂ عشق میں شامل نہ تھے وہ سب کچھ تھے مرشد نے کاروانِ عشق میں دو گام سفر طے کرایا تو اب وہ کچھ نہ تھے، فدائے روضۂ خیر البشر ﷺ تھے۔ عشق ان کی شناخت بن گیا اب جو کلام قلب سے ہو کر زبان پر آتا اگر شب کی تاریکی میں ہوتا تو صد نالۂ شبگیر ہوتا اگر دن کے اجالوں میں ہوتا تو صبحِ بلاخیز ہوتا۔ ظاہر بزم سخنداں کی جان ہوتا باطن استغراق فی الجمال المحبوب ہوتا۔

چشمِ نم میں حسنِ آقا جلوہ آرا ہو گیا
اب مرا ہر اشکِ غم اک ماہ پارا ہو گیا

ان کو اس رنگ اور عشق کی ترنگ میں پا کر زبان پر یہ شعر آ جاتا

متاعِ عشقِ محمد ﷺ مذاقِ عام نہیں
عطائے رب ہے یہ لیکن، کسی کسی کیلئے

(ادیبؔ)

وہ کس جزبہ سے کہتے:

---

1 سورۂ بقرہ: ۱۱۵

سہارے سے انہی کے ساحلِ بخشش ملا مجھ کو
وہی اشکِ ندامت تھے جو میرے دیدۂ تر میں

دم آخر زبان پر اللہ کس کا نام آیا
ڈھلک کر آنکھ سے آنسو جو آیا شاد کام آیا

(خوشترؔ)

میری نظر سے جب ان کے یہ شعر گزرے تو بیساختہ ان کی کیفیتِ عشق پر یہ شعر میری زبان پر آ گیا۔

عشق شاید تیرے خمیر میں تھا
یہ ترے ہاتھ کی لکیر میں تھا

(ادیبؔ)

علامہ خوشتر کے ہاتھ بخشش کا ایک پروانہ، نجات کی ایک تحریر ان کے ہاتھ آ گئی تھی لیکن اسے ظاہر نہ فرماتے اور اس طرح ٹال دیتے۔

خدا معلوم کیا ہے نامۂ اعمالِ خوشتر میں
کہ اس کو رحمتیں خود ڈھونڈتی پھرتی ہیں محشر میں

(خوشترؔ)

ان کی آنکھوں کی نمی کی اسی معراج کو معیار پا کر مرزا غالب نے فرمایا تھا۔

سرابے کہ رشد بویرانہ خوشتر
زچشمے کے پیرایۂ نم نہ دارد

(غالبؔ)

(ریت خشک ہو کر بھی دور سے چمکتی ہے اور صحرا میں آب کا تصور دیتی ہے بہتر ہے ان آنکھوں سے کہ مقام نم ہو کر بھی اس میں آنسو کی نمی نہ ہو)

غالب کی اس پروانۂ فکر کو عالم اسلام کے ایک فلسفی شاعر نے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا تھا۔

فکر انسان کو تیری ہستی سے یہ روشن ہوا
ہے پرِ مرغِ تخیل کی رسائی تا کجا

(علامہ اقبالؔ)

خوشتر کی تلاش میں اتنی دور نکل آیا لیکن ابھی خوشتر لفظوں کے انبار میں نہ مل سکا اسی طرح جس طرح غالب کو ڈیڑھ سو برس سے تلاش کیا جا رہا ہے ابھی تو یہ بھی معلوم نہیں (عام لوگوں میں) کہ غالب نے ایک نعت کے سوا کوئی نعت نہیں لکھی اور فارسی زبان وادب کے ماہرین بھی کوئی پہنچا کوئی نہ پہنچا حالانکہ اس ''جہانِ ناآفریدہ'' کے شاعر نے چھ سو سے زائد فارسی اشعار نعتیہ ادب میں گرانقدر سرمایہ کی۔۔۔ ان ہاتھوں میں امانت چھوڑی ہے جو اس کے امین نہ بن سکے۔

خوشتر نے دل سوزی بھی کی، جاں سوزی بھی کی من کے ساتھ تن کو بھی جلانا، خاصۂ

عشق ہے،ان کے ہر بنِ مو سے یہ آواز آتی۔

جگر آتش، دل آتش، سینہ آتش، دیدہا آتش
بایں ہر چار آتش کاروبار لے کردہ ام پیدا

(نیاؔز بے نیاز رحمۃ اللہ علیہ)

آج وہ ہم میں نہیں کاش وہ ہم میں ہوتے تو ہم عرض گذار ہوتے:

غزلے تازہ دگر گو بہ ہمیں طرز، نیاؔز
کہ بشنوند و برِ قصند سخندان چند

حضرت ابراهیم خوشتؔر صدیقی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

قطعۂ تاریخ (سالِ وصال)

تاریخ وصال: ۱۵ اگست ۲۰۰۲ء/۵ جمادی الآخر ۱۴۲۳ھ

”سراجِ محفلِ رضا“ ۱۴۲۳ھ

”خورشیدِ ذوقِ نگاہ“ ۲۰۰۲ء

گیا دارِ فنا سے سوئے جنت — وہ شیدائے امام اہلسنت
وہ گلزارِ رضا کا نغمہ پر داز — قسیمِ فیضِ فکرِ اعلیٰ حضرت
نشانِ محفلِ حامد رضا خاں — دم اس مردِ خدا کا تھا غنیمت
زباں سے اور زبانِ خامہ سے بھی — کی اس نے دینِ حق کی خوب خدمت
نقیبِ عظمتِ محبوبِ حق تھا — مثالی حق نے بخشی اس کو حشمت
عطا فرمائی تھی اس کو خدا نے — ضیائے علم و تنویر بصیرت
تھی بے شک قابل تحسین اس کی — فنِ تاریخ گوئی میں مہارت
محاسن کی وہ اک تصویرِ رعنا — ہمارا ناز تھا وہ فیضِ درجت
”گرامی جاہ خوشتر والا اوصاف“ — کہا طارؔق نے اس کا سالِ رحلت
۲ ۰ — ۲ ۰
اس عالمی مرتبت کے وصل کا سال — سن ہجری میں ”زین و فخر ملت“
۱۴۲۳ھ

(طارؔق سلطان پوری)

کارے کہ بود برائے جاناں خوشتر
کاریست زِکارِ صد ہزاراں خوشتر

تعمیر عید گاہ و خانقاہ رضوی
از خوشتر عرفاں بداماں خوشتر

لوگ کہتے ہیں مجھے میں صاحب دیوان ہوں
ہاں میں شاعر ہوں مگر خاکِ درِ حسان ہوں

میں ازل سے ہوں بحمد اللہ مداحِ رسول ﷺ
اور اب وجد سے غلامِ سیّدِ جیلان ہوں رضی اللہ عنہ

خوشتر

حمد باری تعالیٰ

بندہ ہوں کس کا، بندہ ہوں کریم کا

الحمد فاتحہ ہے قرآن کریم کا
لاریب ہر ورق ہے الف لام میم کا

جب سے لیا ہے نام خدائے رحیم کا
خطرہ نہیں رہا مجھے دزد رجیم کا

کیسے کروں میں شکر غفور رحیم کا
عرفان مجھے کو بخشا رسول کریم ﷺ کا

بندہ ہوں کس کا بندہ رب کریم کا
یعنی شفیع حشر رؤف رحیم ﷺ کا

مجھ کو پتہ ہے خوف نہیں ہے جحیم کا
ہوگا جو فیصلہ میرے حق میں کریم کا

اس نعمت تمام پہ انعمت ہے گواہ
مجھ کو ملا شعور رہ مستقیم کا

ہر ذرہ ہے جہاں کا عکس وجود ذات
حادث بتا رہا ہے پتہ کیا قدیم کا

صدقہ حضور پاک ﷺ کا انجام ہو بخیر
عالم بڑا ہی سخت ہے امید و بیم کا

ہر بے خبر کی رہتی ہے ہر پل جسے خبر
بندہ ہے خوشترؔ ایسے خبیر و علیم کا

(از قسیم بخشش، ناشر: سنی رضوی سوسائٹی، ماریشس، ۱۹۹۴ء)

نعتیں

واہ! کیا اے شہ کونین ہے رتبہ تیرا
روزِ میثاق سے تا حشر ہے چرچا تیرا

میں اگر کھاؤں عجب کیا کہ ازل سے ہوں غلام
کون ایسا ہے جو کھاتا نہیں صدقہ تیرا

تو بڑھا اتنا کہ معراج میں رب تک پہنچا
کہہ رہا ہے یہ دنیٰ اور تدلّٰی تیرا

تجھ کو اللہ نے ہر غیب عطا فرمایا
اُدْنُ مِنّیْ سے یہ کہتا ہے فاوٰی تیرا

عالم دید ہے کیوں نزع کہوں قبر کہوں
کر رہا ہوں سبھی منزل میں نظارہ تیرا

مرضیٰ پاک بتائے گا فَوَلِّ وَجہَکَ
ہے حرم تیرا مصلّٰی ترا کعبہ تیرا

نزع میں قبر میں محشر میں رہے گا ثابت
اے سخی! کلمۂ طیّب ہے عطیہ تیرا

آپ فرما دیں یہ مجرم ہے مگر میرا ہے
ختم کردے گا ہر اک رنج یہ فقرہ تیرا

"ارفع رأسک" کے تصدق و تشفع کے نثار
کام کیا کر گیا اک حشر میں سجدہ تیرا

بخششِ امتِ عاصی کا ہو مژدہ خوشتر
کہہ رہا ہے سرِ محشر یہ فترضیٰ تیرا

بس ایک رٹ ہے مجھے ہر گھڑی مدینے کی

دنوں کی بات کروں یا کروں مہینے کی
بس ایک رٹ ہے مجھے ہر گھڑی مدینے کی

مجھے نہ مرنے کی خواہش یہاں نہ جینے کی
ابھی تو دور ہے منزل بڑی مدینے کی

اگر ہو اذنِ حضوری حضور تک پہنچے
ہماری روح کو حاجت نہیں سفینے کی

مدینہ جاؤں پھر آؤں مدینہ پھر جاؤں
اسی لئے ہے تمنا کچھ اور جینے کی

مریض کیلئے شافی عروس کو کافی
یے برکتیں ہیں تن پاک کے پسینے کی

ترے خیال کی محویتوں کو کیا کہیے
خبر ہے روز کی مجھ کو نہ کچھ شبینے کی

ہوا ہے عشق محمد ﷺ میں چاک یہ سینہ
کرے نہ کوئی بھی کوشش کہیں سے سینے کی

گناہ گار ہوں کچھ ہوں مگر میں تیرا ہوں
بڑی شریف ہے نسبت ترے کمینے کی

قرآن اس میں، محبت رسول کی اس میں
عظیم نعمتِ دارین ہے یہ سینے کی

جسے بھی دیکھئے محشر میں بس یہی دھن ہے
تمہارے ہاتھ سے کوثر کا جام پینے کی

جو روح نکلے ترے نام پر مگر نکلے
شریف کتنی تمنا ہے اس کمینے کی

جو عمر گزرے درود و سلام میں گزرے
یہی تو بات ہے خوشتر بڑے قرینے کی

مدینہ کبھی دل کبھی دل مدینہ

حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی علیہ الرحمہ نے اپنے پہلے حج و زیارت کے سفر کے بعد سن ۱۹۵۶ء میں یہ نعت شریف لکھی۔

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ — یہی کہتے مرنا یہی کہتے جینا

نظر گنبد سبز پر دل مدینہ — جو ایسے میں موت آئے جینا ہے جینا

نہ پوچھو میری زندگی کا قرینہ — مدینہ کبھی دل ، کبھی دل مدینہ

مدینے سے میں دور مجھ سے مدینہ — یہ جینا بھی ہے کوئی جینے میں جینا

جو عشق محمد ﷺ میں ہو چاک سینہ — میرے بخیہ گر اس کو ہر گز نہ سینا

مزا دے رہا ہے غم عشق آقا — جو گرتے ہیں آنسوں وہ بن کر نگینہ

تمہیں ڈوبتے جب کسی نے پکارا — ہر اک موج بن کر کے آئی سفینہ

جہاں کو میں باغ ارم سے بدلدوں — جو مل جائے آقا تمہارا پسینہ

نہ چھیڑو مجھے اے نکیرو نہ چھیڑو — وہ دیکھو وہ آپہنچے شاہ مدینہ

یہ کعبہ یہ زم زم صفا اور مروہ — مدینے سے ہے سب کی رونق مدینہ

یہی آخری ہے تمنائے خوشترؔ

ادھر روح نکلے ادھر ہو مدینہ

تو پیغام میرا میں تیرا پیامی

(قند مکرر)

پیارے محمد ﷺ تیرا نامِ نامی — لکھا عرش پر ہے بخطِ گرامی
تو پیغام میرا میں تیرا پیامی — ہوں تجھ پر صلوٰۃ و سلام دوامی
تو مولائے کل ہے عرب کا عجم کا — بھکاری تیرے سارے رومی و شامی
تیری چشم بینا راء الحق کی مظہر! — زباں کو تیری رب سے ہے ہم کلامی
مع اللہ لی میں تو آرام فرما — ہے تیرا خدا سے یہ قرب دوامی
عرب بھی ہیں تیرا عجم بھی ہے تیرا — غلامی میں ہیں تیرے ہر خاص و عامی
ہے تیرے لئے صرف صلوا علیہ — تجھی کو ہے زیبا یہ وصف دوامی
تو یٰس و طٰہٰ ، تو شَمس و ضُحٰھا — فَتَرْضیٰ ترا اے رسول گرامی
حرم تیرا ، حل تیرا ، تیرا زمانہ — تیری شان وَالْعَصر رحمت تمامی
ہیں وصّافِ محبوبِ ربّ العلی سب — یہ حسان و کافی رضا اور جامی
ہیں اصحاب سارے ہدایت کے تارے — یہ بو بکر و حیدر ، یہ سلمان نامی

ہوں آباؤ اجداد کے پیچھے خوشتؔر
زبان و عقیدہ ہیں مثل تمامی

ساری امت وہ سجدے میں بخشا گئے

(قند مکرر)

ان کے دربار اقدس میں ہم آ گئے　　دونوں عالم کا مقصود، ہم پا گئے
چھوڑ احباب جب مجھ کو تنہا گئے　　والیٔ امت کے ایسے میں خود آ گئے
ہم کو ڈھونڈا کریں ہاتھ آتے نہیں　　کالی کملی میں آقا کی ہم آ گئے
نزع ہو، قبر ہو، پل ہو، میزان ہو　　جب کہا یا محمد ﷺ وہیں آ گئے
نام آقا کا ہر بار لیتا گیا　　قبر میں مجھ سے وہ پوچھ کیا کیا گئے
زندگی کے تقاضوں کو کیا دیکھتے　　ہم نے مانا وہی تم جو فرما گئے
جشن میلاد آقا نہ پوچھ نشین　　دھوم دونوں جہاں میں ہے وہ آ گئے
معصیت ڈھل گئی رب کو پیار آ گیا　　چند آنسو ندامت کے کام آ گئے
عظمت ''ارفع رأسک'' کا کیا پوچھنا　　ساری امت وہ سجدے میں بخشا گئے

خوش ہو خوشترؔ اگرچہ تو بدتر سہی
''بد ہیں میرے'' وہ ارشاد فرما گئے

۲۷ جولائی ۱۹۶۵ء ماریشس، ۲۷ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ

منقبت

صحابی تھا ہر اک چھوٹا بڑا صدیق اکبر کا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

تعالیٰ اللہ کیا ہے مرتبہ صدیق اکبر کا
کہ ہے محبوب ، محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

محبت میں شہ کونین کی سب کچھ لٹا ڈالا
یہ کیا ایثار تھا شانِ خدا صدیقِ اکبر کا

ہے آیت اِذۡهُمَا فِی الۡغَارِ میں یہ شان یہ رتبہ
ہے یارِ غار محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

دیا سب کچھ خدا کی راہ میں قرآن تو دیکھو
ہے اَعۡطٰی وَاتَّقٰی کس کا صلہ صدیقِ اکبر کا

دمِ آخر ہو مرقد ہو سرِ میزان یا پل ہو
مجھے ہر آن ہوگا آسرا صدیقِ اکبر کا

مقامِ درجۂ قربِ نبوت ان کو حاصل تھا
جو اندیشہ نبی کا تھا ، وہ تھا صدیقِ اکبر کا

رفاقت اور حفاظت ہی متاعِ دین تھی ان کی
یہی ہر ہر گھڑی تھا مشغلہ صدیقِ اکبر کا

تحفظ اور کتاب اللہ کا اس طرح فرمایا

عَلَیْنَا جَمْعَہٗ[1] شاہد ہوا صدیق اکبر کا

شرف حاصل تھا دیدارِ نبی کا چار نسلوں کو

صحابی تھا ہر اک چھوٹا بڑا صدیقِ اکبر کا

صداقت کیا عدالت کیا سخاوت کیا شجاعت کیا

نبوت کے سوا ہر وصف تھا صدیقِ اکبر کا

غلامِ حضرتِ صدیق یہ خوشتر ہے صدیقی

مرے ہاتھوں میں بھی ہے سلسلہ صدیقِ اکبر کا

---

1 ازالۃ الخفاء، حصہ ۲، ص۵

خدا ہی جانے تری بصیرت امام اعظم امام اعظم رضی اللہ عنہ

سراج امت فقیہ ملت امام اعظم امام اعظم
ملی تم ہی سے ہمیں ہدایت امام اعظم امام اعظم

تو وارث شاہ انبیاء ہے تو عالم سنت ہدیٰ ہے
تو ہے امام خیار امت امام اعظم امام اعظم

قرآن کیا ہے حدیث کیا ہے درِ رہِ مستقیم کیا ہے
بتایا تم نے ہو تم پہ رحمت امام اعظم امام اعظم

شریعت و معرفت حقیقت، طریقت و راہ دین و ملت
ملی تم ہی سے ہمیں یہ نعمت امام اعظم امام اعظم

فقیہ سب ہیں عیال تیرے امام مداح حال تیرے
یہ اجتہادی تری بصیرت امام اعظم امام اعظم

ترے مقلد ہیں شاذلی بھی، یہ داتا، خواجہ، قطب ولی بھی
ہیں تیرے پیر و کثیر امت امام اعظم، امام اعظم

کہاں سے تیری نظر کہاں تک مکانِ امکاں سے لامکاں تک
خدا ہی جانے تری بصیرت امام اعظم امام اعظم

بڑا قوی ہے قیاس تیرا کتاب و سنت اساس تیری
خدا نے بخشی تجھے یہ حکمت امام اعظم امام اعظم

رضا ہے تیرا فقیہ اعظم، ہے اس کا ہر علم و فن مسلم
فتاویٰ اس کا تری روایت امام اعظم امام اعظم

یہ خوشتر قادری و رضوی تلمذاً مذھباً ہے حنفی
حقیقتاً آپ کا ہے حضرت امام اعظم امام اعظم

سرکارِ غوثیت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مآب میں معروضہ مستجاب

یہ جیسا ہے ترا سائل ہے یا غوث
عطا جو ہے تری کامل ہے یا غوث

جو تیرا فرد ہے کامل ہے یا غوث
جو تیرا مرد ہے واصل ہے یا غوث

ترا مجنوں تو وہ عاقل ہے یا غوث
ولی ہے، فرد ہے، واصل ہے یا غوث

جو تو چاہے کرے، قدرت ہے تیری
تجھے حق سے یہ حق حاصل ہے یا غوث

مُرِیْدِی هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ
تو ہی اس قول کا قائل ہے یا غوث

تمہارا نام ہے میرا وظیفہ
تمہاری یاد میں یہ دل ہے یا غوث

تری نسبت ہے ہر نسبت سے عالی
تری منزل بڑی منزل ہے یا غوث

محی الدین تیرا نام نامی
تو ہی اس دیں کا زورِ دل ہے یا غوث

لحد ہو، حشر ہو، میزان و پل ہو
مدد تیری بہر منزل ہے یا غوث

ابو بکر و عمر عثمان تیرا
علی کا ہر طرح تو ظِل ہے یا غوث

یہاں ہوتا ہے ہر دم ذکر تیرا
یہ تیرے ذکر کی منزل ہے یا غوث

ترے نم سے ملے جس کو بھی اک نم
وہی آسودۂ ساحل ہے یا غوث

رضا کی دَین یہ تیرا کرم ہے
یہ بندہ ورنہ کس قابل ہے یا غوث

ولی محتاج ہیں ہر آن تیرے
ولایت تیری تو موصل ہے یا غوث

نبی اس میں ہیں خود سرکار ﷺ بھی ہیں
تری محفل تو وہ محفل ہے یا غوث

رَفَعْنَا شان ہے نانا کی تیرے
تو اس کا مظہر کامل ہے یا غوث

ہوئے کتنے قطب ابدال تیرے
یہ خوشترؔ بس تیرا سائل ہے یا غوث

کچھ نہ پوچھو مقام خواجہ کا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

کچھ نہ پوچھو مقام خواجہ کا　　عرشیوں میں ہے نام خواجہ کا
دعوتِ دین کام خواجہ کا　　سب کی خدمت نظام خواجہ کا
ہند تا چشت کام خواجہ کا　　بول بالا ہے نام خواجہ کا
ان کی منزل حجابِ عظمت ہے　　عرش ہے ایک گام خواجہ کا
یہ پٹن پاک، دہلی و کلیر　　سب کو پایا مقام خواجہ کا
دوست تو دوست آج دشمن بھی　　لیتے رہتے ہیں نام خواجہ کا
چشتی منزل بہشت کی منزل　　بام بالائے بام خواجہ کا
عرس یوم وصال ہوتا ہے　　جس میں دیدارِ عام خواجہ کا
ایک مسلم ہی کیا کہ ہندو بھی　　کرتا ہے احترام خواجہ کا
سب کی پوری مراد ہوتی ہے　　ہے یہ فیضانِ عام خواجہ کا
کوثر و سلسبیل ہے اس کا　　پی لیا جس نے جام خواجہ کا
شہر اجمیر خوشترؔ از مونگیر[1]　　ہے یہ دار السلام خواجہ کا

ہے جو خوشترؔ ہے قادری رضوی
یہ بھی ہے اک غلام خواجہ کا

1 حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر کی پیدائش کے ضلع کا نام ہے

حضرت سلطان الاولیا تارک السلطنت سلطان سید اوحد الدین میر سید جہانگیر اشرف سمنانی قدس سرہ

کی بارگاہ میں معروضہ

نذرِ محقر موزوں

۱ ۴ ہ ۰ ۷

تعالیٰ اللہ مخدومِ کچھوچھہ
ہیں جن و انس محکومِ کچھوچھہ
غلامِ اشرف و احمد رضا ہوں
یہ پیشانی ہے مرقومِ کچھوچھہ

جمالِ اشرفی اللہ اکبر
ز سر تا پا خوشتر ہی خوشتر
ہوا پروردۂ سہ ماہِ خوباں
وہ تاجِ چشت کا پاکیزہ گوہر

اللہ رے مقام مقام علی حسین

سید علی حسین اشرفی علیہ الرحمہ

اللہ رے مقام مقامِ علی حسین
سدرہ شرف ہے رفعتِ بامِ علی حسین

مختار بن کے ماہِ تمامِ علی حسین
آیا ہے پھر کوئی لبِ بامِ علی حسین

بس اس کے بعد کیا ہو نکیرین کا جواب
میں نے ابھی لیا تو ہے نامِ علی حسین

صدقہ علی حسین کا محشر میں ہو عطا
دستِ علی حسین سے جامِ علی حسین

مجھکو ڈرا نہ گردشِ ایام دیکھنا
میری زباں پہ رہتا ہے نامِ علی حسین

مردہ دلوں کو ہوگی حیاتِ ابد نصیب
جلوہ ذرا دکھا دے خرامِ علی حسین

ہے وقت اب بھی گوش بر آواز منتظر
سننے کو ایک بار پیامِ علی حسین

جھلکتا ہے سرزمینِ کچھوچھہ پہ آفتاب
ہر صبح و شام بہرِ سلامِ علی حسین

خوشتر رضائے حضرتِ آل رسول سے
میں بھی ہوں ایک ادنی غلام علی حسین

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت

مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی

کی بارگاہ میں بہترین سالانہ عرسِ قادری رضوی کے موقع پر

ہے ہر سنی گدائے در امام احمد رضا خاں کا

نزر تابندہ

۱۴۱۲ھ

مہینہ آگیا خوشتر امام احمد رضا خاں کا
صفر ہے ہ رطرح اظفر امام احمد رضا خان کا

مبارک ہے یہ چودھویں صدی سے عرس ڈربن میں
یہ ہے پھر تیرہواں منظر امام احمد رضا خاں کا

بلند ہوتا ہے آوازہ یہاں سے اہلسنت کا
یہ ہے محراب یہ منبر امام احمد رضا خاں کا

کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
قدم ہے غوث کا اور سر امام احمد رضا خاں کا

جنوبی و شمالی شرقی و غربی جسے دیکھو
ہے ہر سُنّی گدائے در امام احمد رضا خاں کا

حسد سے، بغض سے، کینہ سے، غیبت اور عداوت سے
ہوا اس سے الگ احقر امام احمد رضا خاں کا

یہاں فیضان ہے کس کا امام احمد رضا خاں کا
ہے ہر سائل یہاں بے پر امام احمد رضا خاں کا

بریلی کو چلوں ہر گام پر امداد کن کہتا
میں دیکھوں روضۂ انور امام احمد رضا خاں کا

دمِ آخر ہو محشر ہو وہ سیرابِ مقدر ہو
جو پی لے جام بھر بھر کر امام احمد رضا خان کا

تعالیٰ اللہ یہ عرسِ سراپا قدس کا منظر
ہے چرچا ہر جگہ گھر گھر امام احمد رضا خاں کا

یہ خوشترؔ ہے مگر کس کا، یہ بدتر ہے مگر کس کا
ہے خوشترؔ بندۂ بدتر، امام احمد رضا خاں کا

(آں خوشتر روزگار (۱۹۹۱ء)، ۱۸/۱۷، اگست ۱۹۹۱ء۔ لوڈیم پریٹوریا، جنوبی افریقہ، یومِ عرسِ رضوی کے موقع پر)

عرس شیخ الحدیثؒ کا منظر

حضرت محدث اعظم پاکستان
شیخ الحدیث مولانا سردار احمد

(عرسِ سراپا قدس کے موقع پر نذرانۂ عقیدت)

آنکھ کہتی ہے سو رہے ہو تم ‏ ‏ دل کو لیکن یقینِ بیداری
اک نگاہِ کرم جزاک اللہ ‏ ‏ آیا دربار میں ہے درباری

عرسِ شیخ الحدیث کا منظر ‏ ‏ باغ فردوس کا بنا مظہر
فخرِ دارین واہ کیا کہنا! ‏ ‏ موت خوشتر حیات بھی خوشتر

❋ ❋ ❋

داعیٔ احمد رضا ہی تم رہے ہر آن میں

مولانا محمد ابوالنور بشیر رحمۃ اللہ علیہ

تم کو دیکھا منٹگمری اور گوجر خان میں
کیا بتاؤں تم نظر آئے مجھے کس شان میں

گو زمانہ کروٹیں لیتا رہا ہر شان میں
داعیٔ احمد رضا ہی تم رہے ہر آن میں

ماہ طیبہ ہو کہ واعظ ہو کہ ہوں خطباتِ دین
حامیٔ حق تم نظر آئے ہر اک عنوان میں

حضرت دیدار[1] کے دیدار کا فیضان ہے
ہے ابوالبرکات[2] کی برکت ترے فیضان میں

جلسۂ دستار ہو یا جشن ہو میلاد کا
تم یگانہ ہی رہے تقریر کے عنوان میں

کوٹلی سے تا بریلی عام تھا تیرا خطاب
دھوم تھی تیری ادا کی ہند و پاکستان میں

---

1 علامہ سید دیدار علی شاہ الوریؒ

2 علامہ سید ابوالبرکات شاہ الوری

جن کو دیکھے ہو گئے خوشتر مجھے چھبیس سال
ہو گی اب ان کی زیارت آج انگلستان میں
کاظمی[1] ہوں بوالحقائق ہوں کہ ہوں شیخ[2] الحدیث
سب رہے مداح تیری واعظانہ شان میں

❁❁❁

سنیوں کے بشیر[3] آ پہنچے
ملحدوں کے نذیر آ پہنچے
ماہ[4] طیبہ کا باڑا بٹتا ہے
دیکھو بدرِ منیر آ پہنچے

(رحمھم اللہ علیہم اجمعین)

---

1 علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی

2 علامہ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد خاں

3 علامہ مولانا ابوالنور محمد بشیر یوسف، مدیر ماہنامہ ماہِ طیبہ کوٹلی لوہاراں

4 ماہنامہ ماہِ طیبہ

آئینہ تاریخ
مادہائے
تاریخ

اور تاریخ گوئی

مفتی سید شجاعت علی قادری

مادہائے تاریخ بر رحلت

محترمی سعادت مسعود
۱۴۱۳ھ

فراخی
۱۴۱۳ھ

وحشت گرفت
۱۴۱۳ھ

آہ وصال پاکدل مفتی سید شجاعت علی قادری
۱۹۹۳ء

تاریخ ہادئی آفاق
۱۴۱۳ھ

علامۂ لبیب مفتی سید شجاعت علی قادری
۱۹۹۳ء

زاھد علم دان ابنِ مسعود سید
۱۳

شجاعت علی
۱۴

درد اٹھا یہ کیسی خبر آگئی
یہ صدا آئی گلزارِ فردوس سے
۲۵۸

ایسے عالم کی عالم میں رحلت ہوئی
دے گئے سارے عالم کو احکام دیں
۱۳۴ +

فدیفی ذات محمود
۱۴۱۳ھ

محمد سلیم مفتی سید شجاعت علی قادر
۱۹۹۳ء

اللّٰھم اغفر
۱۴۱۳ھ

تاریخ حبیب مسعود
۱۴۱۳ھ

وصال ناگہانی مفتی شجاعت علی قادری
۱۹۹۳ء

حصنِ دین ابن مسعود سید شجاعت علی
۱۴۱۳ھ

شجاعت علی
۱۹۹۳ء

وصال علامۂ آفاق سید شجاعت علی
۱۴۱۳ھ

دم گھٹا اور آواز بھرا گئی
آہ مفتی شجاعت علی قادری
۱۷۳۵ = ۱۹۹۳ء

سارے عالم میں اک کھلبلی مچ گئی
آہ سید شجاعت علی قادری
۱۴۱۳ھ

علامۂ نبیل سید سعید احمد کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمہ
٦ ۰ ھ ۴ ۱

کے وصال پر ملال پر ایک تاریخی رباعی

اک سادہ رو اک سادہ پیکر
بات بھی اچھی کام بھی بہتر

جاننے والوں سے یہ سنا ہے
کاظمی ہے سر تا پا خوشتر

****

جب بھی دیکھا ہے نزدیک سے دور سے
وہ نظر آئے نورٌ علیٰ نور سے

مژدۂ مغفرت یاب احمد سعید
٦ ۸ ء ۹ ۱
سال رحلت ہے اعداد مغفور ہے
٦ ۰ ھ ۴ ۱

جسٹس پیر کرم شاہ علیہ الرحمہ کے حضور

یہ دنیا دوستو ہے آنی جانی
مگر تم نے یہاں رہنے کی ٹھانی
صدا دیتا ہے یہ ہر دم تنفس
بس اک اللہ باقی سارا فانی

ہے یہ فیضان اک مردِ آگاہ کا
جو سلیقہ ملا آہ کا واہ کا
ہے عدالت میں ماحولِ دارالعلوم
کیا کرم ہے یہ جسٹس کرم شاہ کا

(۱۳ اگست ۱۹۹۱ء / ۲۱ محرم الحرام ۱۴۱۲)

مفتی محمد حسین قادری علیہ الرحمہ

تاریخ وفات

لکھو سالِ وفاتِ مفتی محمد حسین قادری

۹ ۱ ھ ۴ ۱

مہ اہلِ اسلام مفتیِ علام محمد حسین قادری

۹ ۱ ھ ۴ ۱

جس نے لی دستار پہلے وہ مرا تحسین ہے

انکا نمبر دوسرا[1] ہے اور میرا تین ہے

فضل احبابِ ثلاثہ پر مرے بو الفضل کا

کوئی ہے شیخِ[2] روایت کوئی نذرِ[3] دین ہے

---

1 حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب قادری رضوی

2 شیخ الحدیث مولانا تحسین رضا خاں نبیرۂ استاد ذمن حضرت مولانا حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی و شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد حسین صاحب قادری رضوی

3 فقیر قادری رضوی محمد ابراہیم خوشتر صدیقی، بانی و سرپرست سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادر خوشتر یعنی نائب خوشتر

مولانا حافظ قاری محمد ایوب رضوی، جمال پور، ضلع مونگیر، صوبہ بہار ہندوستان میں ۱۹۳۶ء، مطابق ۱۳۵۵ھ، پیدا ہوئے۔

اسی سال والدِ گرامی قدر محمد صدیق کا وصال ہو گیا دادی اور عمہ محترم کی گود میں پلے بڑھے اور ان کی تربیت میں ہوش کی آنکھیں کھولیں صرف دس سال کی عمر میں ۲۸ شوال المکرم ۱۳۶۵ھ میں حفظ قرآن کا آغاز کیا اور اوائل عمری ہی میں اپنے بھائی مولانا محمد ابراہیم خوشتر کے ہمراہ بریلی شریف آ گئے وہاں حفظ قرآن کا سلسلہ جاری رکھا ساتھ ہی حضور مفتی اعظم ہند سے بیعت کا شرف حاصل کیا اپنی اسی کم عمری میں حضور مفتی اعظم ہند اور حکیم محمد حسنین رضا خان (برادر زادہ امام احمد رضا) کی اندرونِ خانہ خدمت کا اعزاز حاصل کرتے رہے۔ ان نفوس قدسیہ کی صحبت و خدمت نے ان کو سراپا رضوی اور فنا فی الرضا بنا دیا۔ اپنی زندگی کے ہر دور میں خلوت ہو یا جلوت سفر ہو یا حضر کلام ہو یا پیام، معاملات ہوں یا عبادات، انکی زندگی کا ہر رخ امام احمد رضا کے فیضان کا آئینہ دار اور محبت و نسبت کا سزاوار تھا۔

تقسیم ہند کے بعد اپنے برادر محترم کی معیت میں چاٹگام (سابق مشرقی پاکستان) پہنچے اپنے جد مکرم اور عمِ محترم کی خدمت میں حاضر رہے پھر حضرت مولانا غلام یزدانی کی

ہدایت کے مطابق اپنے پیارے بھائی مولانا خوشتر کے ساتھ ہی چاٹگام سے لائل پور (فیصل آباد) محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ کی خدمت میں جامعہ رضویہ منظر الاسلام حاضر ہو گئے وہاں ۲۲ شعبان ۱۳۷۷ھ بروز جمعہ تکمیلِ حفظ کی دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ فنِ تجوید و قرأت میں مولانا غلام رسول جامعہ نعیمیہ لاہور سے استفادہ کیا۔ پھر امامت و خطبات و نظامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ مدرسہ اظہر العلوم مدینہ کالونی والٹن لاہور میں قائم کیا یہاں درس و تدریس اور اشاعت دین میں پہلے لاہور پھر منٹگمری (ساہیوال) میں مشغول رہے اور اس طرح مسلک اہلسنت کی ترویج و اشاعت میں ۱۹۶۸ء تک مصروف رہے۔ تا آنکہ ماریشس پہنچ کر جامع مسجد پورٹ لوئس میں اپنے بھائی کی زیرِ سرپرستی نائب امام کا منصب سنبھال لیا اور اپنی دلکش تلاوتِ قرآن اور سحر آفریں آواز سے پورے جزیرہ میں دھوم مچاتے رہے نعتِ رسول ﷺ پڑھتے پڑھاتے رہے اور جوانوں کو اس کی مشق کراتے رہے، اس طرح کلام رضا سے پورا جزیرہ گونج اٹھا۔ وہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں مسلسل علیل رہے تا آنکہ قضا و قدر کے فیصلہ کے مطابق صبر و استقامت کے ساتھ وظیفۂ قادریہ کی گونج میں نو بجے رات دوشنبہ ۲۴ ذی الحج ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۹۹ء کو ماریشس میں اس عالم فانی کو چھوڑ کر عالم باقی کا کہ۔

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ کی

حسرت میں، سفر اختیار کیا۔

ان کے صبر وایثار کو دیکھ کر تاریخ نے ''صبر محمد ایوب رضوی''(۱۴۱۹ھ) کہکر آواز دی اور لوحِ مزار کو دیکھ کر ''لوحِ مزار محمد ایوب رضوی''(۱۴۱۹ھ) کہکر پکارا۔ ہادیِ انجمن مولانا محمد ایوب رضوی (۱۴۱۹ھ)، تاریخ وصال ہوا۔ (۱۱ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ)

روح بخش	یعنی	تحفہ خوشتر
۱۴۲۰ھ		۱۹۹۹ء

تاریخ وصال مولانا محمد ایوب قادری رضوی

ارمغان پنج گنج

۱ ۴ ھ ۲ ۰

آہ کیا آئی خبر ایوب سب کو چھوڑ کر
اپنے فرزند و زن و احباب سے منہ موڑ کر
جنت الفردوس میں اپنا بسیرا کرلیا
مصطفٰے سے غوث سے رشتہ رضا سے جوڑ کر[1]

میں بھلا کیسے کہوں تم سے کہ ایوب گیا
میرا محسن مرا ہمدم میرا محبوب گیا
ایسا رضوی کہ وہ ہر دور میں رضوی ہی رہا
ایسا سنی کہ وہ ہر سنی کا مطلوب گیا

ملک حق ان کا شیوا صاف گو ان کا مزاج
دوستوں میں وہ نظر آتے مگر مجذوب سے
ہے عجب تاریخ کا خوشتر یہ حسنِ اتفاق
وصل کی تاریخ ہے ایوب کی ایوب سے

1 رحمھم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

کیا غمی ایوب کی اور کیا خوشی ایوب کی
صبر کی اک داستاں تھی زندگی ایوب کی
سنی رضوی کے در و دیوار لوگوں کا ہجوم
ہر طرف معلوم ہوتی ہے کمی ایوب کی

تو نے بخشا سنیوں کو نعت پڑھنے کا شعور
تیری کیا آواز دلکش تھی جو پہنچی دور دور
ایسا رضوی تھا رضا کا تو نے دامن تھام کر
غوث کو تو نے بلایا اور پہنچا تا حضور[1]

1 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

”تاریخ وصال خوشدامن صاحب“

صابری بیگم گوشہ گرفت

۶ ا ھ ۴ ا

انتقالِ صابری بیگم نہ پوچھ
مضطرب دل، چشم ہے پرنم، نہ پوچھ
جو یہاں آتا ہے جاتا ہے ضرور
کس قدر یہ امر ہے محکم نہ پوچھ

پنڈی میں آہ کس کا ہوا آج ارتحال
ماحول ہے خموش ہر اک غم سے ہے نڈھال
آواز آرہی ہے یہ فردوسِ خاص سے
فردوس خاص صابری بیگم سنِ وصال

۶ ا ھ ۴ ا

پنڈی میں آہ کس کا ہوا آج انتقال
ماحول ہے خموش ہر اک غم سے ہے نڈھال
تاریخ دے رہی یہ آواز خلد سے
فی الفور خلد صابری بیگم سنِ وصال

۶ ا ھ ۴ ا

❁ ❁ ❁

ہجرۂ شاہِ مقیم

ہے یہ شاہِ مقیم کا ہجرہ — میرے تیرے کریم کا ہجرہ
ان کے صدقے ملے گا اے خوشترؔ — ہم کو باغِ نعیم کا ہجرہ

۱۲ دسمبر ۱۹۹۲ء مطابق ۱۰ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ
ہجرہ شاہ مقیم ضلع ساہیوال

حاضری بر مرقدِ حضرت غوث محمد بندگی (اوچ شریف)

قادری یہ غلام آیا ہے — تیرا لیتا یہ نام آیا ہے
بندۂ خانہ زاد ہے خوشترؔ — آج بہر سلام آیا ہے

(حضرت غوث محمد بندگی ملقب عبدالقادر ثانی، ولادت ۷۲۲ھ رحلت محرم ۹۲۳ھ اوچ شریف، بائیس دسمبر ۱۹۹۲ء ستائیس جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ کو حاضری ہوئی)

مولانا انوار المصطفیٰ ابن علامہ عبد المصطفیٰ ازہری

کے وصال پر ملال پر لکھے ہوئے تاریخی مادے

دیدی مولانا انوار المصطفیٰ جنت رسید
۱ ۰ ھ ۴ ۱

مولانا انوار المصطفےٰ صاحب طالب فردوس بریں
۱ ۰ ھ ۴ ۱

رخصت ہوا ہے کون یہ کس کا ملال ہے
بوجھل زمین غم سے فاک تک نڈھال
آواز آرہی ہے یہ لوحِ مزار سے
یہ صاحب بہار شریعت کا لال ہے

۱ ۴ ۵ ۰ ۱

تاریخ وصال بوالخیر

یہ ہے نصیب میرے فروع و اصول کا
دامن ہے ان کے ہاتھ میں آل رسول کا
خوشتر غلام قادری رضوی ہوں کچھ نہ پوچھ
دیکھوں گا دو جہاں میں نہ چہرہ ملول کا

۱ ۳ ۵ ۸ ۶

آج کیا آئی خبر بوالخیر رخصت ہو گیا
چھوڑ کر دنیائے شر آرام سے وہ سو گیا
وہ مرا ہم درس میرا ہم طعام وہم قیام
ہر طرح وہ جنتی تھا اور جنت کو گیا

والدی عمی حاجی محمد حنیف کراچی

۱ ۴ ۵ ۰ ۸

غم میں جی بابا کے ہم سب ہیں نڈھال
دوست ہمسایہ عزیز اہل و عیال
خوب ہے یہ مژدۂ تاریخ وصل
۱ ۴ ۵ ۰ ۸
رخصت جمعہ ہے تاریخ وصال
۱ ۴ ۵ ۰ ۸

نظمیں

نذر جشن محقر

۱ ۱ ھ ۴ ۱

علامہ شمس الحسن کے اعزاز میں

۱ ۱ ھ ۴ ۱

اے ادیبِ انجمن شمس الحسن شمس الحسن
اے نازشِ اہلِ وطن شمس الحسن شمس الحسن

ہو تجھ پہ رحمت ضو فگن شمس الحسن شمس الحسن
جب تک رہے چرخِ کہن شمس الحسن شمس الحسن

اللہ اللہ تیرا بخشش کے ''حدائق'' میں نزول
ہو مبارک یہ چمن شمس الحسن شمس الحسن

لوگ باتوں میں رہے اور کام تو نے کر دیا
اے خوشا تیرا چلن شمس الحسن شمس الحسن

تو نے روشن کر دیا تہذیبِ مشرق کا چراغ
تجھ پہ نازاں علم و فن شمس الحسن شمس الحسن

اک مسلسل تبصرہ اور اک مکمل جائزہ
تیرا موضوعِ سخن شمس الحسن شمس الحسن

تیرا مذہب حق رَوِش تیری محبت کا مزاج
تیرا شیخ و برہمن شمس الحسن شمس الحسن

دے گیا ملت کو احساسِ شعور منصبی
تیرا پاکیزہ ذہن شمس الحسن شمس الحسن

تیرے ارشادات کا ہر بزم میں چرچا رہا
اے حامیٔ اہل سنن شمس الحسن شمس الحسن

تو نے زندہ کردیا اپنے قلم کے نوک سے
قصۂ دار و رسن شمس الحسن شمس الحسن

تیری دانش کو تعالیٰ اللہ کرتا ہے سلام
میرا یہ دیوانہ پن شمس الحسن شمس الحسن

ناز کرتا ہے زمانہ تیری ہر تحریر پر
تو ہے وہ فخرِ زمن شمس الحسن شمس الحسن

نذر خوشترؔ ہے یہ اک جنس محقر کی، حضور

۹۵۰ + ۱۱۳ + ۳۴۸ = ۱۴۱۱ھ

پیشِ خدمت مِنّ وعَن شمس الحسن شمس الحسن

خوشتر صدیقی ۱۹۹۱/۲/۴

"فصاحتِ سرورِ کونین ﷺ" کی تصنیف پر ہدیۂ تبریک

"زبدۂ زمان سیدی شمس بریلوی کے نام"

۱ ۴ ھ ۰ ۷

مشہورِ دوراں کی خدمت میں

۱ ۴ ھ ۰ ۷

حضرت علامہ شمس جاوید آباد

۱ ۹ ء ۸ ۶

نعت اور منقبت

۱۴

نذرت محتھر موزوں

۱۴ ھ ۰ ۷

ہدیۂ نایاب

ھ ۰ ۷

وحی جو بھی خفی ہے یا جلی ہے
"فصاحت سرور کونین ﷺ" کی ہے

زبانیں گنگ ہیں گردن جھکی ہے
"فصاحت سرور کونین ﷺ" کی ہے

جو نطقِ مہبطِ وحی جلی ہے
وہی قرآں ہے فرمانِ نبی ﷺ ہے

جسے ضرب المثل کہتی ہے دنیا
وہ ارشاد رسول ہاشمی ﷺ ہے

مثال اس کی جو لامثل لہ ہے
کلام اس کا جو معیار وحی ہے

وہ بولیں تو کلام اللہ بولے
وہ چپ ہوں تو مشیت دیکھتی ہے

مصنف جس کی یہ تصنیفِ خوشتر
"فصاحت سرور کونین ﷺ" کی ہے[1]

مرے استاد علامہ سخنور
بڑی ماجور ان کی یہ سعی ہے

ملا سب سے بڑا انعام ان کو
یہ مومن ہیں انہیں عزّت ملی ہے

فلک بھی سر اٹھا کر دیکھتا ہے
ترے منگتا کی یہ بالا تری ہے

1 "سرور کونین ﷺ کی فصاحت" علامہ شمس بریلوی ومغفور کی معرکۃ الآراء سیرت کی کتاب کا نام ہے، جس پر صدارتی ایوارڈ بھی دیا گیا۔

خدا و مصطفےٰ ﷺ کا یہ کرم ہے　　انہیں یہ دولتِ عقبیٰ ملی ہے
لیا ہے سب نے ہاتھوں ہاتھ اس کو　　کہ یہ مقبول نذرِ امّتی ہے
چمک جاؤں عجب کیا میں ہی خوشتؔر　　حضورِ شمسؔ میری حاضری ہے

سرورِ کونین ﷺ کی فصاحت

سرور کونین کی فصاحت ہمایوں اعجاز
۱۴۰۵ھ

سرور کونین کی قندیل فصاحت
۱۴۰۵ھ

سرور کونین ﷺ کی فصاحت مخصوص
۱۴۰۵ھ

سرور کونین کی فصاحت جلوہ گاہ قدرت
۱۴۰۵ھ

مرتبہ شمس بریلوی
۱۴۰۵ھ

سب سے بڑا ابر وقت انعام
۱۴۰۷ھ

بزم مسرت شمس بریلوی
۱۴۰۷ھ

ثنائے شہ میں یہ نعت جلی ہے
بحمد اللہ کتاب ایسی لکھی ہے
جسے دیکھو وہی رطب اللسان ہے
فصاحت سرور کونین کی ہے
ﷺ

مقیاس شعر و ادب جناب بیکلؔ اتساہی عزیزی بلرامپوری

۱۹۸۴ء

محبت مخلص کی خدمت میں

۱۹۸۴ء

شرح شوق دل منظوم

۱۹۸۴ء

شغلِ حیات و ممات
باقی ظلال و عکوس
کوئی ہوا بت شکن
قدر کا یہ معاملہ
جلوہ ترا رنگ رنگ
تیری طلب گام گام
مردِ قلندر نہ پوچھ
تیری نظر ہر طرف
تیرا قدم ہے نشان
کوئی حسین رضی اللہ عنہ اب نہیں
حُسن دو عالم تمام
عشق اَنَا الحق ترا
دے گئی وصل مدام
حضرتِ بیکلؔ کی نعت
مصرعِ تاریخ ہے

قطعہ قطعۂ منظوم

۱۴۰۴ھ

سعیِ جماد و نبات
ذات فقط تیری ذات
کوئی پرستار لات
غزنوی و سومنات
ڈالی ڈالی پات پات
تیرا حرم کائنات
مظہرِ ربی صفات
تیرا کرم شش جہات
تیری طلب ہے نجات
بہہ رہی ہے گو فرات
حُسن کی تیری زکات
دار و رسن تیری بات
قرب کی اک تیری رات
نقش دوام و ثبات
والضحیٰ عین حیات

۱۴۰۴ھ

مہک اٹھے ہیں پھر گیسو ادب کے
ترے اشعار کی یہ عطر بیزی
خدا کا شکر میں نے پڑھ لیا ہے
نوشتۂ بیکلؔ اتساہی عزیزی

محبی حاجی شیخ عبدالغنی مرحوم تاجر چرم گوجر خان، ضلع راولپنڈی کی یاد میں

کانپ اٹھا ہے دل عقل چکرا گئی	میرے اللہ یہ کیا خبر آگئی
کون شاکر رہا تادم آخری	کون رخصت ہوا از جہان دنی
کس کے غم میں ہے گریاں ہر اک آدمی
حاجی عبد الغنی حاجی عبد الغنی

من بنی للہ کی تجھ کو نعمت ملی	مسجد و مدرسہ تو نے تعمیر کی
تیرے دم سے ملی دین کی آگہی	کوئی صوفی ہوا اور کوئی مولوی
دین و ملت کی، کی خدمت واقعی
حاجی عبد الغنی حاجی عبد الغنی

تو نے حق دوستی کا ادا کردیا	جو بھی وعدہ کیا وہ وفا کردیا
جو کیا تو نے، راہ خدا کردیا	چاہا جس نے جو، اس کا بھلا کردیا
بات کا اپنی پختہ، عمل کا دھنی
حاجی عبد الغنی حاجی عبد الغنی

مخلص و مہرباں، صالح و متقی	صاف دل، صاف گو، ظاہری باطنی
گفتگو نرم، پیشانی خندہ رہی	کوئی مشکل اگر سامنے آگئی
جیت ہوتی گئی تیرے اخلاق کی
حاجی عبد الغنی حاجی عبد الغنی

قبر پر تیری رحمت برستی رہے　　ہر طرح مطمئن تیری ہستی رہے
مسجد و مدرسہ تیری بستی رہے　　میکدہ باقی اور تیری مستی رہے
مل کے سارے کریں ذکر جہر و خفی
حاجی عبد الغنی حاجی عبد الغنی

تو رہا اپنے گھر اور میں دربدر　　تیری منزل حضر میری منزل سفر
مجھ کو امید تھی آؤں گا تیرے گھر　　تو نے طے کرلیا آخرت کا سفر
ہو مبارک تجھے منزل دائمی
حاجی عبد الغنی حاجی عبد الغنی

مسجد و مدرسہ خانقاہِ حسین　　تجھ کو قدرت نے دی عیدگاہِ حسین
تو نے کی طاعتِ سیدالمرسلین ﷺ　　حق نے بخشی تجھے راہ دنیا و دین
تجھ کو حاصل رہی دو جہاں کی خوشی
حاجی عبد الغنی حاجی عبد الغنی

(۴ دسمبر ۱۹۹۱ء)

یہ آسٹریلیا ہے!

ماحول پر سکوں ہے کوئی چرا نہ چوں ہے
آزاد ہر نفس ہے تہذیب سرنگوں ہے
میں کیا بتاؤں کیا ہے؟
یہ آسٹریلیا ہے! یہ آسٹریلیا ہے!

مسموم ہیں فضائیں مخمور ہیں گھٹائیں
روٹھا ہوا ہے کوئی آؤ چلیں منائیں
اک بت کا سامنا ہے
یہ آسٹریلیا ہے! یہ آسٹریلیا ہے!

پنہاں ہوں اور عیاں ہوں دیکھو مجھے کہاں ہوں
گو سامنے ہے منزل گم کردۂ جہاں ہوں
کوئی پکارتا ہے
یہ آسٹریلیا ہے! یہ آسٹریلیا ہے!

ماتم کناں ہے فطرت دم توڑتی ہے عزت
کیسی؟ کہاں شرافت؟ ہے رنگ و بو کی قیمت
شیطان ناچتا ہے
یہ آسٹریلیا ہے! یہ آسٹریلیا ہے!

میرا مقام یہ ہے اور صبح و شام یہ ہے
حلقہ ہے میکشوں کا اور ذکرِ جام یہ ہے
ہر شخص کہہ رہا ہے
یہ آسٹریلیا ہے! یہ آسٹریلیا ہے!

یہ دور یہ حکومت اولاد اور عورت
یہ بے عمل کی شامت، ملتی ہے با سہولت
بن مانگے مل رہا ہے
یہ آسٹریلیا ہے! یہ آسٹریلیا ہے!

ہر ہفتۂ دسمبر، آئے گا یاد اکثر
دیکھا جہانِ دیگر، پہنچا کہاں ہے خوشتر؟
یہ صدقۂ رضا ہے!
یہ آسٹریلیا ہے! یہ آسٹریلیا ہے!

❁ ❁ ❁

"سُرینام کی طرف"

ہالینڈ سے چلاں ہوں سر ینام کی طرف
صبح وطن سے دور حسین شام کی طرف
کچھ خاص کی طرف ہیں تو کچھ عام کی طرف
لوگوں کا رخ ہے گردشِ ایام کی طرف

رحمت خدا کی دوڑے گی ہر گام کی طرف
کوئی بڑھے تو آج بھی اسلام کی طرف
افریقہ کے جنوب سے امریکہ کا جنوب
آغاز سے چلا ہوں میں انجام کی طرف

اس نے دفعتاً سریہ امکان کرلیا
جسکا قدم بڑھا ترے انعام کی طرف
لاریب اس کو مل گیا عرفان ذات کا
جو بھی کوئی بڑھا ہے تیرے نام کی طرف

میں دیکھتا ہی کیا کہ گرا اور جل گیا
اٹھی تھی اک نگاہ درو بام کی طرف
آخر کبھی تو ہوگی ملاقات کی گھڑی
میں صبح سے چلا ہوں تیری شام کی طرف

منزل کا تو نے راستہ آخر بتا دیا
لوگ آ رہے ہیں عاشقِ بدنام کی طرف
سورج نظر نہ آئیگا پھر صبح و شام کو
دیکھے نہ کوئی زلف سیہ نام کی طرف

میکش ہوں اعتبار یہ ساقی نے کرلیا
ڈالی جو میں نے ایک نظر جام کی طرف
روشن ہیں صبح و شام شب و روز شاد کام
دیکھو زرا پلٹ کے تم ایام کی طرف

یہ دورِ آگہی ہے کرو کچھ یقیں کی بات
کب تک چلوگے منزلِ اوہام کی طرف
ساقی ہو تیری خیر تیرے میکدے کی خیر
میں خود ہی آ گیا ہوں تیرے جام کی طرف

خوشتر ہوا ظفر کا وسیلہ ہر اک سفر
اٹھو چلو وہ دیکھو سر ینام کی طرف

(ہالینڈ سے سرینام کی جانب سفر کرتے ہوئے ہوائی جہاز میں یہ نظم کہی گئی)

حریمِ یار

چلا ہوں جانب منزل چلا ہوں　　مسافر ہوں مگر خود راستہ ہوں
زمانہ ہوگیا دیکھا تھا تجھ کو　　مگر اب بھی تجھے میں ڈھونڈتا ہوں
کوئی کہدے یہ میرے کارواں سے　　میری آواز سن بانگ درا ہوں
میں صدقے جستجوئے یار تیرے　　میں بندہ ہوں خدا تک آگیا ہوں
تو میرا راز ہے میں راز تیرا　　تجھے دیکھا نہیں ہے جانتا ہوں
اٹھائی تھی نظر دیکھوں گا تجھ کو　　تجلی میں الجھ کر رہ گیا ہوں
خدا حافظ جمال یار تیرا　　ہو گھر یا در تجھی کو دیکھتا ہوں
میری خلوت کو تو آباد کردے　　تیری جلوت سے میں اکتا گیا ہوں
چھپالے تو مجھے یا فاش کردے　　نہیں غیروں کا تیرا ماجرا ہوں
جو پنہاں تھا اَلَسْتُ کی صدا میں　　تیری تخلیق کا وہ مرحلہ ہوں
زمانہ کب کسی کو مانتا ہے　　بطور خاص منوایا گیا ہوں
میری تصدیق، صدر شکِ تصور　　شریفِ زمرۂ "قالوا بلیٰ" ہوں
تصور کی سہانی رات خوشتر　　حریمِ یار تک لایا گیا ہوں

سہرے

عزیزی عبدالقادر کالاجواب زیب شان سہرا

۸ ا ھ ۴ ا

حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم خوشتر قادری رضوی (بانی و سربراہ، سنی رضوی سوسائٹی انٹر نیشنل، خانقاہ قادریہ رضویہ، سنی رضوی اکیڈمی، سنی رضوی جامع مسجد، سنی رضوی عیدگاہ، قادری رضوی مرکزی مسجد، ذکر منزل) نے اپنے عزیز مرید عبداللہ عبدالغفور مقدم قادری رضوی مرحوم کے پیارے بیٹے حافظ عبدالقادر مقدم قادری رضوی کی شادی خانہ آبادی ہمراہ یاسمین بنت محمد علی مقدم کے مبارک موقعہ پر اپنی دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ ''خوشتر والا مقام سہرا''(۱۹۷ء) کے مندرجہ ذیل اشعار تاریخی عنوان کے ساتھ ارشاد فرمائے۔

خوشتر والا مقام سہرا

۱ ۹ ۹ ۷ء

یہ سہرا اور کس کا حافظِ قرآن کا سہرا
زمانہ کہہ رہا ہے، ہے بڑے ذیشان کا سہرا

اسے گوندھا گیا سورۂ رحمٰن پڑھ پڑھ کر
بجا ہے اس کو کہیے سورۂ رحمٰن کا سہرا

بریلی کے چمن سے گلشنِ بغداد تک پہنچا
یہاں آیا ہے پھر یہ قادری فیضان کا سہرا

اسے مالی نے اپنے باغ میں چن چن کے گوندھا ہے
بالآخر بن گیا، سنبل و ریحان کا سہرا

دعائے والدِ مرحوم ہے ماں کی تمنا ہے
یہ پھولوں کا نہیں گھر بھر کے ہے ارمان کا سہرا

نصیبہ یاسمین و فاطمہ ہے یہ کیا خوشترؔ
میں خود آیا ہوں لیکر اک نرالی شان کا سہرا

۲۴ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ/۲۶، اکتوبر ۱۹۹۷ء

محمد مسرور احمد گلفشاں سہرا[1]

۱ ۴ ھ ۱ ۹

مجی مخلصی کرم فرما	محب محبان مسعود زمن خوشتر نواز	ہدیہ سلام مسنون
۱۴۱۹ھ		۱۹۹۸ء

کیوں نہ مسرور[2] کا ہو ہر طرح خوشتر سہرا
ہے جد[3] داب کے فیضان کا مظہر سہرا

ابن مسعود[4] کے سر ہے وہ منور سہرا
چاند سورج سے نظر آتا ہے بڑھ کر سہرا

وہ سجا ہے مرے نوشاہ کے سر پر سہرا
میری آنکھوں میں ہے فردوس کا منظر سہرا

کتنا چمکا ہے ترا دیکھ مقدر سہرا
ہاتھ میں ہیں لئے ہمشیرۂ و مادر سہرا

چشمِ بددور ہو اللہ سلامت رکھے
تیری خاطر یہ دعا کرتا ہے گھر بھر سہرا

---

1 ماہر رضویات علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ کے صاحبزادے جناب محترم محمد مسرور احمد سلمہ الباری کی شادی خانہ آبادی پر یہ ''سہرا'' لکھا گیا۔

2 محمد مسرور احمد نبیرۂ مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ

3 مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ

4 پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

جس کو دیکھو وہی مسرور نظر آتا ہے
جشنِ مسرور میں ہے خلد کا منظر سہرا

دیکھنے والوں کا عالم ہے یہ اللہ اللہ
روبرو دیکھ رہا ہے کوئی چھپ کر سہرا

سعد یہ کوثر و ثروت نے بلائیں لے لیں
تجھ پہ ہوتا ہے ہر اک آج نچھاور سہرا

دلکشی تجھ میں کہیں اور کہیں رعنائی ہے
لیکر آیا ہے یہاں قند مکرر سہرا

پھوپھا پھوپھی کی دعاؤں کا ہو تجھ پر سایہ
تیرا بوالخیر[1] و مکرم[2] رہے یاور سہرا

اپنے احباب کو کرتا ہے یہ جھک جھک کر سلام
اپنے ماحول کو کرتا ہے معطر سہرا

باغِ سرھند سے، دھلی کے فتحپوری سے
آرہا ہے یہ کہاں سے ترا بنکر سہرا

۲۷ جون ۱۹۹۸ء مطابق ۲ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ عبدایزد (۹۸ء)

---

1 ڈاکٹر ابوالخیر مفتی محمد زبیر

2 ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد

خوشگوار سہرا

۱۹۹۹ء

محبی مخلصی کرم فرما(۱۴۱۹ھ) ہدیۂ سلام مسنون مزاج ہمایوں

سید محمد سلمان رضوی کا گلزار نما سہرا

سید محمد جنید رضوی کا موزوں دلکش سہرا

ابنون محبی سید محمد طلحٰہ رضوی آباد بادا

۱۴۱۹ھ

بحمد اللہ اَب وجَد کے یہ فیضان کا سہرا
بہر عنوان خوشتر ہے خوشا سلمان کا سہرا

یہ شادابی یہ خوشبو لندن و پیرس کے پھولوں میں
چمن والو یہ دیکھو ہے یہ ہندوستان کا سہرا

اسے سادات کے گلشن میں طلحٰہ نے لگایا ہے
یہ پھولوں کا نہیں سید کے ہے ارمان کا سہرا

مبارک ہو ضمیر و یونس و احباب طلحٰہ کو
سلامی کو جھکا ہے بزمِ عالی شان کا سہرا

اسے سب اہل خانہ نے بڑے ارمان سے گوندھا
بہر صورت یہ سہرا ہے بڑے ارمان کا سہرا

اے چشم غزالہ نے بڑی حسرت سے دیکھا ہے
کسی کے سر نظر آتا ہے یوں اس شان کا سہرا

نظامی کیف چشتی رنگ برقِ خانقاہی سے
ہر اک رخ سے منور ہے یہ آن و بان کا سہرا

یہ سہرا کیا ہے رضوی خانوادہ ہی بتائے گا
کسی دل کی تمنا ہے کسی کی جان کا سہرا

یہ سلمان و جنید و فاطمہ کا اور نفیسہ کا
بڑا خوشتر مقدر ہے بنا اس شان کا سہرا

۱۹ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ چہار شنبہ مطابق ۷ اپریل ۱۹۹۹ء

صحیفہ بیاد گار شادی خانہ آبادی عزیزہ نیک سیر ڈاکٹر صبیحہ قمر

۱۴۲۰ھ ۹۹ء ۱۴۱۰ھ

فرزند سعادت مند سید ہلال شاہد - محترم اہل خانہ احباب کو - شادی خانہ آبادی مبارک والسلام

۲۰ ھ ۱۴ ۲۰ ھ ۱۴ ۲۰ ھ ۱۴

اک خوشگوار سہرا

۱ ۴ ھ ۲ ۰

اللہ اللہ ہلال کا سہرا
عید کے ہے ہلال کا سہرا

ہر طرف بج رہی ہے شہنائی
ہے یہ شیریں مقال کا سہرا

خصلتِ نیک کا ہے آوازہ
ہے بڑے خوش خصال کا سہرا

لکھنؤ سے چلا، کہاں پہنچا
آپ اپنی مثال کا سہرا

مژدۂ شادی خانہ آبادی
ہو مبارک یہ سال کا سہرا

جشمِ مادر ہنوز کہتی ہے
ہے میرے نونہال کا سہرا

تن پہ جوڑا ہے کیا عروسی کا
رخ پہ عید وصال کا سہرا

یہ نصیبہ ہے کیا صبیحہ کا
ہنس رہا ہے ہلال کا سہرا

دیکھنے والوں کی خوشتر بھیڑ
روکشِ صد جمال کا سہرا

ہے قمر کا اجالا اے خوشتر
لکھ رہا ہوں ہلال کا سہرا

۸ رجب ۱۴۳۰ھ / ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۹ء

صحیفہ بیاد گار شادی خانہ آبادی - نیک بنیاد محمد اظفر - ابن صاحب ارشاد برادر عزیز مولانا محمد ایوب

۲۰ ھ ۱۴   ۲۰ ھ ۱۴   ۲۰ ھ ۱۴   ۲۰ ھ ۱۴

سنی رضوی ہمدم صادق - محترم اہل خانہ احباب کو - شادی خانہ آبادی مبارک والسلام

۲۰ ھ ۱۴   ۲۰ ھ ۱۴   ۲۰ ھ ۱۴

روح ایوب یہ کہتی ہے کہ سہرا لکھوں — اپنے ماضی کا جو ممکن ہو تو چہرا لکھوں
لیکن اتنا تو بتا اے دل حساس مجھے — تو ہی گر ٹوٹ گیا ہے تو میں اب کیا لکھوں

اک خوشگوار سہرا

بحمد اللہ ہے اظفر کا کتنا خوشنما سہرا
ہر اک کہتا ہے جو بھی دیکھتا ہے مرحبا سہرا

عطیہ سعدیہ سے کہہ رہی ہے آیئے دیکھیں
یہ کون آیا سر محفل لئے اس شان کا سہرا

تمنا پھوپھیوں کی ہے یہ دادی کی دعائیں ہیں
دلھن ہے سعدیہ دولھا ہے اظفر دلربا سہرا

میں لندن جا رہا تھا مانچسٹر سے خیال آیا
مجھے ایوب رضوی کا کہ ایسا بن گیا سہرا

عظیم آباد سے چل کر کراچی تک یہ پہنچا ہے
ظہیر یعقوب کی شفقت کا ہے یہ آج کا سہرا

نہیں ہے کھیل یہ شادی، ہے اس میں خانہ آبادی
سرِ محفل یہ سب سے کہہ رہا ہے برملا سہرا

میرے ایوب کی خواہش تھی آخر ہو گئی پوری
دولھن ہے سعدیہ اظفر کا خوشتر بن گیا سہرا

زہی خوشگوار سہرا

۱ ۴ ھ ۲ ۱

اللہ اللہ وقار کا سہرا　　ہے بڑے با وقار کا سہرا
کچھ نہ پوچھو وقار کا سہرا　　ہے یہ عالی وقار کا سہرا
پیاری بہنوں نے اس کو گوندھا ہے　　مہرِ مادر کا پیار کا سہرا
غنچہ غنچہ سلام کرتا ہے　　ہے یہ فصل بہار کا سہرا
اس کی ہر ہر ادا نرالی ہے　　ہے یہ سولہ سنگھار کا سہرا
کوئی کہدے عروس نو سے بھی
ہے کیا حسن کے شاہ کار کا سہرا
تن پہ جوڑا ہے کیا عروسی کا　　سر پہ باغ و بہار کا سہرا
کہتی شیریں ہیں یہ حسینہ سے　　ہو مبارک وقار کا سہرا
یہ توانائی تو کوئی دیکھے　　ناتواں کے وقار کا سہرا
دھوم ہے یہ کلاس فیلو میں　　خوب ہے کیا وقار کا سہرا
رنگ مصباحی کا یہ اپنا ہے　　ہے یہاں شالیمار کا سہرا
عظمتِ اعظمی سے روشن ہے　　خوشترِ خوش نگار کا سہرا

مختار کا سہرا

بڑے دربار سے آیا ہے یہ دربار کا سہرا
پسندیدہ ہے خوشترؔ ہر طرح مختار کا سہرا

اسے گوندھا ہے چھ بہنوں نے چھ گلشن میں جاجاکر
بنا ہے پھر کہیں یہ گلشنِ بے خار کا سہرا

محمد کی غلامی اور شریفہ کی شرافت بھی
بندھا کس شان سے ہے طالعِ بیدار کا سہرا

تمہیں رب نے متاعِ دین و دنیا سے نوازا ہے
ترے سر سج رہا ہے ایک منصب دار کا سہرا

ترے چہرے کی تابانی پھر اس پہ خندہ پیشانی
سرِ محفل نظر آتا ہے یہ سردار کا سہرا

سگ دربارِ جیلاں ہے یہ خوشترؔ قادری رضوی
تجھے پہنا رہا ہوں میں سگِ دربار کا سہرا

ہے عروسی سنتِ خیر البشر
یاد رکھنا اس کو ہر دم دیدہ ور
تیری گودی میں مرادوں کے ہوں پھول
اتقوا اللہ رہے پیشِ نظر

❁ ❁ ❁

اپنے گھر بھر میں یہ شہلہ ہر طرح محبوب ہے
یاد رکھنا دوستو یہ دخترِ ایوب ہے
سیدہ ماں، باپ صدیقی و رضوی قادری
کون ہے یہ اور کس سے ہو گئی منسوب ہے

❁ ❁ ❁

دخترِ ایوب، شہلہ کے لئے، محمد ایوب رضوی قادری (برادر خوشترؔ مرحوم کی صاحبزادی)

رباعیات
و
قطعات

علامہ شمس کی مثنوی "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کی تکمیل پر

لکھی شمس نے خوب وہ مثنوی
نہیں جس کا اردو ادب میں مثیل

بلند از مقامات ہر ہر سطر
کلامِ رضا کی یہ شرحِ جمیل

۲۲ اگست ۱۹۹۴ء

❁ ❁ ❁

مصنف کی تصانیفِ کثیرہ
خدا کی ہیں عنایاتِ کبیرہ
نظر آیا خدا کا شکر خوشتر
جہانِ شمس میں علمی ذخیرہ[1]

---

[1] بریلی کا محلہ ''ذخیرہ''، جہاں امام احمد رضا تولد ہوئے اور حضرت شمسؔ کا بھی مولد و منشا بھی ہے۔

زندگی فکر و خواب میں گزری		جستجوئے سَراب میں گزری
جان کر بھی رہا میں انجانا		میری دانش عذاب میں گزری

میری دانش کو یہ رہا شکوہ
دل کے ہاتھوں دماغ کو چھوڑا

میں نے کانٹوں سے دوستی کرلی
پھول تو پھول باغ کو چھوڑا

صبح ہوتی رہی شام ہوتی رہی
زندگی نذرِ ایام ہوتی رہی

میں نے امید فردا پہ تکیہ کیا
سعئِ امروز ناکام ہوتی رہی

کیا بتاؤں میں کہاں اور یہ کیوں کر گزری
کچھ حضر میں ملی فرصت تو سفر میں گزری
زندگی نذر ہوئی تیری کہ تونے دی تھی
جو بھی گزری وہ تری راہ گزر میں گزری

ہے مجھے تسلیم، عصیاں کا نہیں میرے شمار
یہ بھی ہے اقرار، ہے تیرا کرم بھی بے حساب
تو جزا دے یا سزا لاریب تیرا عدل ہے
فضل فرما، دے گناہوں کے عوض مجھ کو ثواب

زندگی کے بام و در پر مسکراتی ہے اجل
یہ خیالِ خام انسان کا کہ ہو گا آج، کل
ہر نفس ہے حال کا جب عہدِ ماضی کا شکار
ہو بھلا اندیشہ مستقبل کا کیونکر بر محل

زندگی این و آں میں گزری ہے
جستجوئے نہاں میں گزری ہے
پھر بھی خود کو نہ میں نے پہچانا
سود کیسا؟ زیاں میں گزری ہے

شور کرتی ہوئی میری کشتی چلی   میں لگا کرنے ذکر خفی و جلی
آج موقعہ ملا مجھ کو تفریح کا   آج دیکھا ہے یہ منظرِ ساحلی

سمندر کا سفر ہے اور میں ہوں
حسیں شام و سحر ہے اور میں ہوں
ہے رنگا رنگ خوشترؔ یہ جزیرہ
یہاں ہر خشک و تر ہے اور میں ہوں

بغض کینہ حسد ارے توبہ!
توبہ یہ خوئے بد ارے توبہ!
یہ مرض لا علاج ہے خوشترؔ
اس میں رد ہے نہ کد ارے توبہ!

میں مسافر ہوں سفر ہوتا رہا
ہر نگر میرا گزر ہوتا رہا
میں اندھیرے میں رہا خلوت نشیں
رقصِ مشرق، بام پر ہوتا رہا

زندگی مختصر اور مسائل کثیر
ایک میں درمیانِ صغیر و کبیر
کیا کرے ایسے میں کوئی بھی فیصلہ
مالکِ کل ہے وہ، میں سراپا فقیر

منہ گندہ اخلاق بھی گندہ
ایسی بندی ایسا بندہ
چھوٹے بڑے سب اس کے شاکی
آہ! یہ عالم اور وہ خندہ

کوئی چلا ہے بے سر و ساماں
راہ مسافر کا کلِ پیچاں
ہر ہر منزل انجانی سی
ہر ہر رہبر فتنہ بداماں

دشت و جبل بھی اجلا اجلا
پھیلی پھیلی برف کی چادر
ٹھنڈی ہوائیں کاش وہ آئیں
آگیا آخر ماہِ دسمبر

پھر بحمد اللہ ماریشس چلا
ذکر ھو، کرتا ہوا نس نس چلا
جو مجھے پہنچادے تیری ذات تک
راہ وہ اے بے بسوں کے بس چلا

مصطفیٰ کے نور کا اتمام باقی ہے ہنوز
مسلک احمد رضا کا کام باقی ہے ہنوز
بو جہل ہو، بو لہب ہو یا کہ ہو ابن اُبی
صاحبِ لولاک کا اسلام باقی ہے ہنوز

لوڈیم سے کیپ پھر ڈربن نہ پوچھ
ہر جگہ ہے کچھ نہ کچھ اَن بَن نہ پوچھ
پھر بھی کرنا پڑ گیا ہر گام پر
مجھ کو کار شیشۂ و آہن نہ پوچھ

پھر وہی روز و شب کی بے چینی
میرے ماحول کی یہ سنگینی
گوش و چشم و زبان کی بندش
یہ تیری بزم کی خوش آئینی

یہ مسجد ہے یہاں جو کوئی آئے
ادب کے ساتھ آنکھوں کو بچھائے
یہی منزل ہے حق و معرفت کی
یہاں رہیئے خدا سے لو لگائے

❁ ❁ ❁

عجب حلقہ ہے یہ ذکر جلی کا
کہ ہاتھ آتا ہے یاں دامن ولی کا
یہاں سے راستہ ملتا ہے خوشتر
ابو بکر و عمر عثمان علی کا

❁ ❁ ❁

خانقاہی نظام، کیا کہنا!
صبح کیا کہنا شام کیا کہنا!
اللہ اللہ کی صدائیں ہیں
پھر درود و سلام کیا کہنا!

❁ ❁ ❁

ہر صبح نئی بات ہے ہر شام نئی بات
انساں کی زباں ہے کہ ہے تضمینِ خرافات
خاموش ہو تو بنتی ہے یہ جوہرِ دانش
سچ بولے تو الفاظِ سلف کی ہیں روایات

❁ ❁ ❁

گناہوں کا اک انبار توبہ
کئے جاؤں نہ کیوں ہر بار توبہ
شفاعت میری ہوگی امتی ہوں
میں پھر کرتا ہوں استغفار توبہ

❁ ❁ ❁

وقت گزرا سارا قیل و قال کا
پوچھتے کیا ہو مرے احوال کا
کل وہ ہوگا جو ہے منظور خدا
آج تو میں ہوں انہتر سال کا

❁ ❁ ❁

بدزباں ہے کون اور بدظن ہے کون
راہبر ہے کون اور رہزن ہے کون
دل شکستہ ہو تو ہوگا فیصلہ
شیشہ کس کا کس کا ہے آہن نہ پوچھ

یہ تھیٹر آپریشن، ہاسپٹل
نکالا ہے یہ عہدِ نو نے کیا حل
مریضوں کے لئے شافی ہے قدرت
ہے مصروفِ عمل سرجن مسلسل

❁ ❁ ❁

میں نے کیا دیکھا بتاؤں آپریشن روم میں
ایستادہ مرد و زن آلات جرّاحی کے ساتھ
راہبر عقل و خرد زوروں پہ تدبیر علاج
میں تھا بستر پر پڑا امراض کے ماحی کے سات

(بروز پیر ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۱ء پریٹوریا میڈیکل سینٹر)

❁ ❁ ❁

صبر کی بات کروں ضبط کی بولی بولوں
منھ اگر کھولوں تو اے دوست میں کیسے کھولوں
پھر نکلنے کو ہے احساس کی آتش کا دھواں
جی میں آتا ہے کہ جی بھر کے مسلسل رولوں

❁ ❁ ❁

میں رضا کار رضا ہوں شاد کام
سنّی رضوی ہے مرا خوشتر پیام
میرا خطہ خطۂ ''لایحزنوا'' !
میری منزل ''لاتخف'' بطحا مقام

آ گیا ہوں تابرژ، ہے پر تھوسنڈی کا خیال
فی سبیل اللہ ہوں میں چھوڑ کر اہل و عیال
تو نے دی ہے خانقاہ و مسجد و دار العلوم
تو ہی اب آباد فرمادے اسے اے ذوالجلال!

مکہ دیکھا بحمد للہ مدینہ دیکھا ہے
تجھ سے ملنے کا جو ہے زینہ وہ زینہ دیکھا ہے
ہو گیا ہے فاش مجھ پر "لن ترانی" کا یہ راز
جس نے دیکھا ہے تجھے سینہ بسینہ دیکھا ہے

اے مرے رب خالقِ نزدیک و دور
ذات تیری لم یلد تو عینِ نور
دیکھ کر ہر جا تری آیات کو
جا رہا ہوں اب کوالا لامپور

تریسٹھ کی تکمیل ہونے لگی ہے
مقاصد کی تعمیل ہونے لگی ہے

یہ آثار ہیں عمرِ فانی کے خوشترؔ
ہر اک شے میں تعجیل ہونے لگی ہے

❁ ❁ ❁

تریسٹھ سے سفر کا یہ تسلسل
شہہ کونین کا ہے یہ توسل

حضر اپنی حضوری میں عطا ہو
اسی پہ خاتمہ ہو اے شہِ کل
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمْ

❁ ❁ ❁

عمر گھٹتی ہے، کبھی بڑھتی نہیں
واقعہ یہ ہے ذرا سوچیں تو ہم!

دن ولادت کا یہ دیتا ہے پیام
زندگی ہو جاتی ہے ہر سال کم

❁ ❁ ❁

میں نے جب ڈھونڈا اسے دیکھا رگ جاں سے قریب
میں نے جو مانگا دیا اس نے وہ ہے ایسا کریم
میں غلام قادری ہوں بے نیاز نوش و نیش
اتباع مسلک احمد رضا ہے میرا کیش
ساٹھ کا سن اور خوشترؔ نیکیاں اس سے بھی کم
ہاں میرے اللہ کی رحمت گناہوں سے ہے بیش

❁ ❁ ❁

چکھ چکا ہوں گناہ بے لذت
کچھ نہ حاصل ہوا بجز حسرت
نفس سرکش ہے اسکو زیر کریں
موت راحت، حیات بھی راحت

❁ ❁ ❁

معترف ہوں حشر میں عاصی ہوں اور بدکار ہوں
جو بھی ہوں لیکن غلام سید ابرار ہوں
مغفرت ہر حال میں ہوگی یہ خوشترؔ ہے یقین
میرا رب غفار ہے کہ میں بندۂ غفار ہوں

❁ ❁ ❁

کاش ہوتا میرا کوئی وارث علم و عمل
اور مجھے دارین میں ملجاتا اک نعم البدل

میرا معروضہ یہی ہے کاتب تقدیر سے
موت سے پہلے مجھے دے میرا نائب بر محل

❁ ❁ ❁

زندگی کی میری یہ منزل نہ پوچھ
کون عادل کون ہے قاتل نہ پوچھ
مجھ کو دھن کشتی میں ان کی ہی رہی
دور ہوتا ہی رہا ساحل نہ پوچھ

❁ ❁ ❁

ناز خالق کو ہے اپنی تخلیق پر
آخری دستِ قدرت کا شہکار ہے
مجھ کو فردوس کے گلستاں کی قسم
حسن آقا وہ گل ہے جو بے خار ہے

❁ ❁ ❁

دور یا نزدیک ہے منزل نہ پوچھ
گام زن ہوں سعی لاحاصل نہ پوچھ
توڑدیگی دم شب دیجور بھی
صبح کا پھیلے گا آخر ظل نہ پوچھ

❁ ❁ ❁

مجھ پہ نا جائز کا جب الزام تھا
جو بھی تھا میرا شریک جام تھا
میں ہوا جب گامزن سوئے جواز
ہر نفس میرا حریفِ عام تھا

❁ ❁ ❁

درد دل کی دوا آپ کے ہاتھ ہے
میرا ہر مدعا آپ کے ہاتھ ہے
میں گنہگار ہوں مجھ کو تسلیم ہے
دو سزا یا جزا آپ کے ہاتھ ہے

❁ ❁ ❁

ساٹھ پر کر کے اضافہ پانچ کا
عمر کے میری ذرا اعداد گن
تا بہ کے یہ سلسلہ اعداد کا
ہو گا اک دن اختتام انس و جن

❁ ❁ ❁

کہدو میرے طبیب سے خوشتر
میں نہ تیر و کمان کا زخمی

آخر اس کا علاج کیا ہوگا
ہوں کسی کی زبان کا زخمی

❁ ❁ ❁

آدمی بھی زہر ہو گر پا زِ سر
پھر کہے کیا اس کو اک اہلِ نظر

منزلِ اسفل سے آتی ہے صدا
الاماں و الحفیظ و الحذر

❁ ❁ ❁

ہواؤں میں سمندر کا سفر ہے
سماں قدرت کا تاحد نظر ہے

میری کشتی کا ہے اللہ حافظ
کہ ہر بیچارے کا وہ چارہ گر ہے

❁ ❁ ❁

سہما سا ماحول، ہر جانب ہراس
دور جنگل میں نہ کوئی آس پاس

پتہ پتہ خشک سبزہ زرد سا
یاس کی وادی میں کوئی ہے اداس

❁ ❁ ❁

اللہ بچائے ہمیں گستاخِ زباں سے
بہتان سے غیبت سے سدا کذبِ بیاں سے
کچھ زیب نہیں دیتا ہے بننا میاں مٹھو
اعمال بتائیں گے ہو تم کون کہاں سے؟

❁ ❁ ❁

اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌ ۢبِالسُّوۡٓءِ[1]
نیکی کرتا ہے پھر بھی نیکو کار
جرم اپنا کسی کے سر رکھنا
خوئے بد را بہانۂ بسیار

❁ ❁ ❁

کہہ رہی ہے جہاں کی صد رنگی
یہ تماشہ نہیں حقیقت ہے
میری صورت کو دیکھنے والو!
کل نہ ہو گی جو آج صورت ہے

❁ ❁ ❁

---

1 بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم دیتا ہے

کام کا دم جو بھر نہیں سکتا
مرد ہی کیا جو کر نہیں سکتا

زندہ رہ کر بھی کوئی مردہ ہے
کوئی مرکر بھی مر نہیں سکتا

❁ ❁ ❁

دل میں ان کی یاد لب پر نام ہے
مشغلہ میرا یہ صبح و شام ہے

شعر آوردہ نہیں آمد ہے دوست
شاعری میری نہیں الہام ہے

❁ ❁ ❁

آج یوم سعید ہے ساقی
کچھ پلادے کہ عید ہے ساقی
تیرے در پر ہجوم میکش کا
شور ھل من ُ مزید ہے ساقی

❁ ❁ ❁

رباعی

بندۂ قادر ہے عبدالقادرِ رضوی نہ پوچھ
ہو رہی ہے جس کی شادی خانہ آبادی نہ پوچھ
ماں ہو جس کی فاطمہ اور باپ عبداللہ ہو
ایسا بیٹا کیوں نہ ہو پھر حافظ و قاری نہ پوچھ

(الف)

میری تاریخ ولادت آگئی　　زندگی بے بندگی شرماگئی
دن گزارا نفس کے بازار میں　　رات سونے سے رہی بس دوستی

(ب)

میری تاریخِ ولادت آگئی　　زندگی بے بندگی شرماگئی
عمر فانی کو ملا پھر ایک سال　　پھر اجل میری مجھے بہلاگئی

❁ ❁ ❁

ساٹھ پر کر کے اضافہ سات کا
سلسلہ ہے زیست کی بارات کا
کام کوئی بھی نہ جی بھر کر سکا
عمرِ رفتہ کیا سفر اک رات کا

❁ ❁ ❁

چودہ سواٹھارہ سن تاریخ چھ شوال کی
عمر میری ہو گئی آج سِتّر سال کی
دے مجھے توفیقِ توبہ اور توفیقِ عمل
ہو اسی پر خاتمہ اور خیر جان و مال کی

❁ ❁ ❁

عمرِ فانی کا برس، ہر ہر برس گھٹتا گیا
زندگی کا سال خوشتر اس طرح بڑھتا گیا
میں بڑھا، اتنا ہوا گورِ غریباں سے قریب
گود سے آیا زمیں پر دوش تک چڑھتا گیا

✿

متاعِ آخرت میری یہی ہے
شہِ بغداد کا ہوں میں بھکاری
رہی دھن مسلک احمد رضا کی
اس میں زندگی ساری گزاری
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم

✿

اکہتر سال گزرے زندگی کے
کئے کیا کام میں نے بندگی کے
دُہائی یا رسول اللہ دُہائی
ہیں یہ لمحات میری بیکسی کے
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم

بروز پیر ۶ شوال ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۵ جنوری ۱۹۹۹ء

✿ ✿ ✿

اے تعالیٰ اللہ ہمارا یہ نصیب
ہم رہے درس بخاری میں قریب
یہ کرم ہم پر ہوا سردار کا
یہ ہوئے بوالخیر اور ہم بوالحبیب

اے تعالیٰ اللہ ہمارا یہ نصیب
ہم رہے درس بخاری میں قریب
فضل یہ ہم پر ہوا بوالفضل کا
یہ ہوئے بوالخیر اور ہم بوالحبیب

راہ خاموش پر سکوں عالم
صاف ستھرے مکان ہر جانب
مسکراتی ہے زندگی خوشتر
کوئی مطلوب ہے کوئی طالب

ایک مرد قلندر ہے اور عالم تنہائی
باتیں ہیں مشیت کی قدرت سے ہے یکجائی
کیوں مجھ سے حجاب آخر کیوں فرق مَنْ تو کا
میں خود تیرا جلوہ ہوں اے جلوۂ ہر جائی

غزل

(قندِ مکرر)

نگاہ لطف میں کچھ برہمی معلوم ہوتی ہے
مجھے تو انجمن بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے

روش انسان کی بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے
جہاں میں آدمیت کی کمی معلوم ہوتی ہے

خدا معلوم کیا شے ہے خلش درد محبت کی
کبھی محسوس ہوتی ہے کبھی معلوم ہوتی ہے

یہ پیہم چٹکیاں لینا دل مضطر میں رہ رہ کر
شرارت درد کی کیا آپ کی معلوم ہوتی ہے

تیرے فیض تصور سے یہ عالم ہے نگاہوں کا
کہ ہر شے کیف میں ڈوبی ہوئی معلوم ہوتی ہے

حقیقت کیا بتاؤں زیست کی بس یوں سمجھ لیجئے
صدا اک ہے جو ٹکراتی ہوئی معلوم ہوتی ہے

ہر اک ہاں پر بانداز تغافل مسکرا دینا
مجھے اثبات میں ان کے نفی معلوم ہوتی ہے

جو حد سے اپنی بڑھ جائے تو شادی مرگ بن جائے
خوشی اپنی حدوں ہی تک خوشی معلوم ہوتی ہے

یہ کون آیا سر بالیں ضیائے آرزو بن کر
کہ ہر سو روشنی ہی روشنی معلوم ہوتی ہے

یہ جوش مستقل، یہ جذبۂ احساس خود داری
محبت میں کوئی شے دوسری معلوم ہوتی ہے

قریں منزل کے ہوں خوش تر کہ میں گم کردہ منزل ہوں
مذاق جستجو میں کیوں کمی معلوم ہوتی ہے

سَنَدُ الخلافة

۷۸۶ الحمد لله العلی الاعلی والصلاة الاسنی علی حبیبه عظیم الرجاء عمیم الجود والعطاء سیدنا ومولٰنا محمد ن المصطفٰی رضاء ه احمد رضاء ربه تبارك وتعالی وعلی اله وصحبه الاصفیاء البررة الاتقیاء خصوصا علی الاربعة الخلفاء ثم علی جمیع العلماء والاولیاء والعرفاء وسائر حزبه الٰی یوم الجزاء **اَمَّا بعدُ** فقد التمس منی الولد العزیز مولٰنا المولوی **محمد ابراهیم** خوشتر اجازة السلسلة العلیة العالیة القادریة البرکاتیة الرضویة والاوراد والاعمال والاذکار والاشغال فقد اجزته بها علٰی برکة المولٰی سبحنه وتعالٰی شانه ثم علی برکة رسوله علیه التحیة والثناء بارك الله له وحقق امله واصلح عمله وارجو منه ان لا ینسانی وقت الدعاء. وصلی الله تعالٰی علی سیدنا محمد واله وصحبه وبارك وسلم ابدا. کتبه الفقیر مصطفٰی رضا القادری النوری البریلوی غفر له ولوالدیه

۸ر شعبان سنہ ۵۲ھ

نار دوزخ سے بچی گر قاسم محبت بن

میرے ابراہیم و قاسم اور رضا کے واسطے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلامیہ سجادہ نشینی ونیابت

حاضرین کرام، سنی رضوی برادران!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ حضرات جانتے ہیں کہ حضرت علامہ الحاج حافظ محمد ابراہیم خوشتر قادری رضوی نوری، سربراہ سنی رضوی سوسائٹی (ماریشس) اس دارفانی سے رخصت ہو چکے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون، مولائے کریم ان کی خدمات دینی قبول فرمائے اور ان کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

انہوں نے جس طرح دین متین کی خدمات جلیلہ انجام دیں وہ سب پر عیاں ہے لیکن اب ضرورت ہے کہ جو باغ انہوں نے لگایا اس کو سرسبز وشاداب رکھنے کے لئے ان کا کوئی قائم مقام ہونا چاہیے۔ یہی ان کے متعلقین اور متوسلین کے دلوں کی آخری تمنا ہے لہذا ہم دونوں یعنی سبحان رضا

خان سلمہ، سجادہ نشین درگاہ عالیہ قادریہ رضویہ (بریلی شریف) اور راقم الحروف تحسین رضا غفرلہ، نے طے کیا ہے کہ مرحوم کے بڑے صاحبزادے محمد مسعود اظہر خوشتر سلمہ کو ان کا جانشین مقرر کیا جائے اور مولانا حافظ قاری محمد ایوب اظفر کو نائب بنایا جائے۔ ہم ان دونوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ شریعت مطہرہ پر عمل کریں، مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہتے ہوئے حضرت علامہ خوشتر صاحب علیہ الرحمہ کے مشن کو آگے بڑھائیں۔

مولیٰ تعالیٰ بطفیل نبی کریم ﷺ ان کو اور ہم سب کو توفیق خیر عطا فرمائے۔ آمین ہم بشرف علم وعمل ان دونوں کی دستار بندی وخرقہ پوشی کرتے ہیں۔ علی برکۃ اللہ ثم علیٰ برکۃ حبیبہ (جل جلالہ و ﷺ)

دستخط

(محمد تحسین رضا غفرلہ)

(فقیر قادری محمد سبحان رضا خان سبحانی میاں غفرلہ)

۱۱ جمادی الاخریٰ، ۱۴۲۳ھ / ۲۱ اگست ۲۰۰۲ء

فقیر قادری محمد سبحان رضا سبحانی میاں غفرلہ
۱۱ جمادی الاخریٰ
۱۴۲۳ھ

یادوں کے دریچے

میں نے خوشتر کو ہر اک دور میں یکساں دیکھا
مسلکِ اہلِ سنن کے لیے کوشاں دیکھا

اپنے سینے کا جو کھولا کبھی جزداں اس نے
دل کے صفحات پر لکھا ہوا قرآں دیکھا

پوچھنے بیٹھا مسائل جو کبھی ان سے میں
بس حدیثوں کے حوالوں کو فراواں دیکھا

ہر عمل اس کا شریعت ہی کی پابندی تھی
فقر میں ان کو سرِ بامِ درخشاں دیکھا

نظر والوں نے جب افلاک کی محفل دیکھی
آپ کو محو ثنائے شہِ ذیشاں دیکھا

غیبتیں کرتے ہوئے دیکھا تھا کل تک جن کو
شہر بے باک میں ان کو بھی پریشاں دیکھا

کون کہتا ہے کہ یاد اس کی ہے محدود انصافؔ
دل کے ہر خوشے میں خوشتر ہی کو پنہاں دیکھا

پیش کردہ: سید انصاف حسین شاہ، پیرس، فرانس

سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل

''حضرت خوشتر جمال پوری نے نعت شریف میں عقیدت کے پر و بال سے حقیقت کی فضا میں پرواز کی ہے ان کا دل جذبہ محبت سے سرشار ہے اور انکا ہر نفس حضور سرکار عالی وقار میں نذرانہ محبت لے کر حاضر ہوتا ہے ان کا کلام عشق مصطفےٰ ﷺ کے عمیق جذبے سے مملو ہے لیکن ان کی وارفتگی شوق میں ان کی زبان و قلم جادۂ شریعت سے سر موانحراف نہیں کرتے۔

ممالک افریقہ میں ترویج مذہب و مسلک کی سرگرمیوں کے باعث ماریشس میں خانقاہ رضویہ کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی مصروفیات کے باعث حضرت خوشتر جمال پوری کا کلام صدہا نعتیہ غزلوں پر مشتمل نہیں ہے وہ کمیت میں اگرچہ فزوں نہیں ہے لیکن کیف میں بلندیوں کو چھوتا ہے''

~ ادیب شہیر حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی علیہ رحمہ ~

www.raza-e-khushtar.org